REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

جلد ۴۰

شمارہ ۲۰

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۷۵ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
بیس پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ایڈیٹر:-
عبد الحق فضل

نائب:-
قریشی محمد فضل اللہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۳۰ رشوال ۱۴۱۱ ہجری | ۱۶ ہجرت ۱۳۷۰ ہش | ۱۶ مئی ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۱۶ ہجرت ۱۳۷۰ ہش

اُمّتِ مسلمہ کی توجہ کے لئے

محترم چوہدری رشید احمد صاحب پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"عیسائی دنیا کے اخبارات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ایک طرف اتحادی فوجوں نے کویت کو چھڑانے کے بہانے عرب سرزمین میں لاکھوں فوجیوں کو بھجوایا اور پھر عراق پر حملہ کر کے لاکھوں مسلمانوں کو ہلاک کیا وہاں عیسائی پادری غول در غول بائبل اور دیگر عیسائی لٹریچر تھامے مڈل ایسٹ میں وارد ہوئے اور اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے ذریعہ ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا۔

اتحادی فوجوں نے اپنے آپریشن کا نام DESERT STORM رکھا تھا تو انہوں نے اپنے آپریشن کا نام "آپریشن موبلائیزیشن" رکھا۔

چنانچہ برطانیہ سے شائع ہونے والا ایک عیسائی رسالہ FOCUS اپنی جنوری کی اشاعت میں اخبار "کرسچین ہیرلڈ" کے حوالے سے لکھتا ہے:-

"**مسلمانوں میں تبلیغی سرگرمیاں**" عرب دنیا اس وقت عیسائیت کا پیغام سننے کے لئے تیار ہے۔ عیسائیوں کو چاہیئے کہ وہ خلیج کی جنگ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میدان عمل میں آئیں اور عیسائیت کو پھیلانے میں مدد دیں۔ صرف اردن کے ملک میں روزانہ ۶۰ سے ۱۰۰ اشخاص افراد حلقہ بگوش عیسائیت ہو رہے ہیں۔ ایک عیسائی پبلشر کے تعاون سے ۲۵ لاکھ بائبل عربی ترجمہ شائع کی جا رہی ہیں جو عراق، اردن اور دیگر عرب ممالک میں تقسیم کی جائیں گی۔"

'فوکس' رسالہ مزید لکھتا ہے:-

"مڈل ایسٹ میں خلیجی جنگ کی وجہ سے پناہ گزینوں کی کافی تعداد عیسائیوں کی طرف سے انسانی ہمدردی کے طور پر دی جانے والی امداد کے نتیجہ میں عیسائیت اختیار کر رہی ہے"

ایک اور رسالہ CHRISTIANITY TODAY میں ایک عیسائی لیڈر کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ ایک عرب ریاست کے دوسری عرب ریاست پر حملے کی وجہ سے عرب باشندوں کے ایمان کو بہت دھچکا لگا ہے اور اس آڑے وقت میں عیسائیوں کی طرف سے امداد پا کر لوگ بہت حیران ہیں اور شکر گزار ہیں گو بعض جگہوں پر ان کی سخت مخالفت بھی ہو رہی ہے۔"

اخبار کرسچین ہیرلڈ مزید لکھتا ہے کہ بہت سے سعودی باشندے بھی دور دراز کا سفر کر کے بائبل کے حصول کے لئے عیسائیوں کے پاس آ رہے ہیں۔

آپریشن موبلائیزیشن کے ایک کارکن کے بیان کے مطابق بائبل کی مانگ اتنی بڑھ گئی ہے کہ ان کے پاس بائبل کے تمام نسخے ختم ہو گئے ہیں۔"

ان خبروں کو پڑھ کر کون مسلمان ہے جو چونک نہ گیا ہو۔ کیا یہ سب کچھ اسلام کے خلاف سازش نہیں۔ ان تمام حالات کی ذمہ داری کن پہ عائد ہوتی ہے۔

تبصرہ

یاجوج ماجوج اسلام ایک ایسا پیارا مذہب ہے جس نے ہمیں وہ سب کچھ بڑی تفصیل سے بتایا ہے جو آج یاجوج ماجوج یعنی امریکن بلاک اور رشین بلاک عیسائی طاقتوں کے ذریعہ جنگ عظیم اوّل اور جنگ عالمگیر ثانی اور ویتنام اور حالیہ جنگ خلیج میں غیر معمولی اور لا مثال تباہیاں ہوئی ہیں۔ بلکہ دورِ حاضر میں کرہ ارض پر جو فتنے پیدا ہوئے ہیں بنظر غائر دیکھا جائے تو اس کی بانی مبانی یہی دو اقوام ہوتی ہیں۔ (روس بھی پہلے عیسائی تھا)

قرآن کریم اور احادیث نبوی میں ان اقوام اور ان کی تباہ کاریوں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اور بائبل میں بھی یاجوج ماجوج کی تباہ کاریوں کا ذکر بڑی وضاحت سے موجود ہے۔ حدیث نبوی میں تو یہاں تک بتا دیا گیا ہے کہ کسی تیسری قوم کو طاقت ہی نہ ہو گی کہ یاجوج ماجوج کا مقابلہ کر سکے۔ یہ سب کچھ مشاہدہ آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں۔

دجّال حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اقوام کی مذہبی حیثیت بتاتے ہوئے فرمایا تھا کہ "ہر نبی اپنی قوم کو دجالی فتنہ سے ڈراتا آیا ہے"۔

قرآن کریم میں دجال کا لفظ تو موجود نہیں ہے۔ لیکن ایک لطیف انداز میں بتا دیا گیا ہے۔ کہ وہ دجال بھی عیسائی اقوام کے پادری ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں سب سے بڑے فتنہ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۔ (مریم آیت ۹۱-۹۲)

یعنی اتنا بڑا فتنہ برپا ہو گا کہ قریب ہو گا کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں اس عقیدہ کی وجہ سے کہ رحمٰن خدا کا انہوں نے بیٹا بنا لیا۔

عیسائی قوم ہی حضرت مسیح علیہ السلام کو رحمٰن خدا کا حقیقی بیٹا مانتی ہے۔ اور آج جبکہ محترم رشید احمد صاحب چوہدری نے ان حقائق کو پیش کیا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیسائی اقوام سیاسی اقتصادی اور مذہبی اعتبار سے اسی رنگ میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئی ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام کرہ ارض

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بدر بورڈ بدر قادیان

ہے مٹانے کے لئے پر تولی رہی ہیں حالانکہ حدیث قدسی ہے لولاک لما خلقت الافلاک کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا

زوال

افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمان یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے ان عیسائی اور یاجوجی اور دجالی طاقتوں سے مرعوب ہو کر ان کے پٹھو بنتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم و احادیث میں جہاں ان عیسائی طاقتوں کا عروج بتایا گیا ہے وہاں بڑی وضاحت کے ساتھ ان کے زوال کی بھی خبر دی گئی ہے؟ اور اس زوال کے آثار ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں۔

روس جو پہلے عیسائی تھا پھر کمیونسٹ بنا اور جو آسمان سے خدا کا وجود اور زمین سے خدا کا نام مٹانے پر تلا ہوا تھا۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے دھڑام سے زمین پر گرا یا نہ گرا؟ ہم بچپن میں سنا کرتے تھے کہ انگریز کی حکومت اس طور سے دنیا پر قائم ہے اور چھائی ہوئی ہے کہ اس پر سورج غروب نہیں ہوتا یہ حکومت اگر جا بھی تو جاتے جاتے صدیاں لگ جائیں گی۔ لیکن چٹکی بجاتے اس کی حکومت ختم ہو گئی اور وہ پھر اس جزیرہ میں بند ہو گئی جہاں سورج طلوع ہی نہیں ہوتا کبھی دکھائی دیتا ہے۔

پس ہمارے پیارے مسلمان بھائیوں میں پاکستان کے حکمران پیش پیش ہیں دجالیت سے مرعوب ہو کر امریکہ کا پٹھو بننا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی میں انکے عروج کے ساتھ انکے عبرتناک زوال کی خبریں بھی دی گئی ہیں۔ اور وہ اس لئے دی گئی ہیں تاکہ مسلمان ان طاقتوں سے مرعوب نہ ہوں اور گنگا گئے تو گنگا رام اور جمنا گئے تو جمنا داس کی پالیسی نہ اپنائیں بلکہ قرآن کریم و حدیث کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر دجالی طاقتوں سے محفوظ رہیں جس کو حدیث نبوی میں ناجی فرقہ بتایا گیا ہے۔ اور یقین رکھیں کہ اس توحم کی جس طرح دو ٹانگیں۔ روس۔ اور برطانیہ ٹوٹی ہیں اسی طرح تیسری ٹانگ امریکہ کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی اسلام کے لئے جگہ خالی ہو جائے گی اور یہ ٹانگ بھی اچانک ٹوٹے گی اور پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کا غلبہ امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوگا

علامہ اقبال

پاکستان میں علامہ اقبال کو پاکستان کا بانی مبانی قرار دیا جا رہا ہے لہذا ہمارے پاکستانی مسلمان بھائیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم نے جو کچھ اوپر لکھا ہے۔ علامہ اقبال بھی اس کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام

قوم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

پس پاکستانی مسلمان بھائیوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ان حقائق کا انکار کریں جو قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں جن کی تصدیق علامہ اقبال نے کر دی ہے۔ اور مشاہدہ بھی اس کی تائید کر رہا ہے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی پیشگوئیوں کا یہی فائدہ ہے کہ مسلمان ان پر غور کر کے اپنا رخ صحیح سمت کو کر لیں تاکہ دجالی فتنوں سے محفوظ ہو جائیں۔

جب یاجوج اور ماجوج کے لشکر علامہ اقبال نے دیکھ لئے ہیں تو وہیں پر مسیح موعود اور مہدی معہود کی بھی خبر دی گئی ہے وہ کہاں ہے؟

ظہور مہدی

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ قرآن و حدیث کی پیشگوئیوں کے مطابق چودھویں صدی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے باذن الٰہی مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کیا اور جماعت احمدیہ کی بنیاد ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت لیکر رکھ دی۔ جو آج ۱۴۴ ممالک میں بڑی مضبوطی اور عزت و وقار کے ساتھ پھیل گئی ہے۔ مگر اس کی مخالفت بھی اسی طرح ہوئی جیسے پہلے نبیوں اور رسولوں کی شدید مخالفت ہوئی اور سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون (یٰسین) یعنی دنیا کے فرزندوں پر افسوس کہ جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول آیا وہ ہمیشہ استہزا اور تمسخر سے ہی پیش آئے پس حضرت امام مہدی علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت سب منطوق آیت کریمہ احمدیت کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں

ہیں سو یاد وہ دن جبکہ کہتے تھے یہ سب ارکان دیں ... مہدی موعود حق اب جلد ہوگا آشکار

کون تھا جس کی تمنا یہ نہ تھی اک جوش سے ... کون تھا جس کو نہ تھا اس آنے والے سے پیار

پھر وہ دن جب آ گئے اور چودھویں آئی صدی ... سب سے اول ہو گئے منکر یہی دیں کے منار (ازالہ اوہام)

ایک بڑا اختلاف

راقم الحروف محترم چوہدری رشید احمد صاحب کے مرسلہ نوٹ میں پڑھ رہا تھا کہ غول در غول بادی پیچ کر مصیبت زدہ مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر سامنے آ رہا تھا کہ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم

کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

مجھے غیروں سے کوئی شکایت نہیں ہے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے اپنوں نے کیا ہے اصولی طور پر جماعت احمدیہ کو غیر احمدی علماء سے اتنا ہی اختلاف ہے جس قدر ان کے اندر عیسائیت گھس آئی ہے۔ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ میں ہمارا کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اختلافات ہیں ایک بڑا اختلاف مثلاً وفات مسیح کا اختلاف ہے۔ مرور زمانہ کی وجہ سے جہاں مسلمان فرقہ در فرقہ ہو کر گمراہ ہو گئے وہاں عیسائیت کے اس عقیدہ پر بھی تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ قائم ہو گئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسم خاکی آسمان پر چلے گئے ہیں اور دو ہزار سال سے وہیں الآن کما کان بیٹھے ہوئے ہیں نہ بوڑھے ہوتے ہیں نہ فوت ہوتے ہیں نہ ان کے دانت نکلتے ہیں اور وہی دوبارہ آسمان سے آ کر ان کی ہدایت کے موجب ہوں گے۔ عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے صرف یہ اختلاف ہے کہ عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح صلیب پر لعنتی موت مرے (نقل کفر کفر نہ باشد) پھر تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے گویا زید گناہ کرے اور اس کے بدلے میں بے گناہ بکر کو پھانسی دے دی جائے یہ ہے عیسائیت کا فلسفہ۔

سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام نے باذن الٰہی جب چودھویں صدی میں اپنا دعویٰ پیش کیا تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپ کو بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے نبیوں کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ آپ نے قرآن کریم کی تیس آیات سے وفات مسیح ثابت کیا اور حدیث نبوی پیش کر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک سو بیس سال زندہ رہے تھے۔ مگر ان چودھویں صدی کے علماء نے نہ قرآن کریم کی آیات کو تسلیم کیا اور حدیث نبوی کو خاطر میں لائے حالانکہ یہ حدیث آج احمدیوں نے تو نہیں بنائی چودہ سو سال سے لکھی چلی آ رہی ہے۔ اور یہ علماء پڑھتے چلے آ رہے ہیں مگر وہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ گویا یہ لوگ دیدہ دانستہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی ایسے مسلمانوں کو عیسائیوں کے ہاتھ سے ہی سزا دینی شروع کر دی ہے۔ مسلمانوں کی تمام حکومتیں عیسائیوں کے ہاتھوں سے ہی تباہ ہو رہی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس عملی توہین کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

مسلمانو یہ تب ادبار آیا!	کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسول حق کو مٹی میں سلایا	مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہین کر کے پھل ایسا ہی پایا	اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے جگایا	کہ سوچو عزت خیر البرایا یا مسیحا

سب سے بڑا یہ ایک اختلاف ہے جو ۷۲ فرقے والے مسلمانوں سے جماعت احمدیہ کا ہے۔ اور یہ اختلاف ان لوگوں کو قرآن کریم سے بھی ہے اور ۱۲۰ سال والی حدیث سے بھی ہے۔ اگر مسلمان بھائی اس عیسائیت سے مستعار لئے ہوئے اختلاف سے تائب ہو جائیں تو ۷۲ فرقوں میں بقیہ مسلمانوں سے ہمارا کوئی اصولی اختلاف باقی نہیں رہے گا۔ اور یہ لوگ بھی عیسائیت کے نرغے سے نکل آئیں گے۔

پس ۷۲ فرقوں والے عقل رجوع بالعنایت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اس اعتبار سے کر رہے ہیں کہ حضور اکرم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک سو بیس سال زندہ رہے تھے اور یہ علماء کہتے ہیں کہ وہ دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ بجسم عنصری ہیں رہے ہیں۔ کیا یہ توہین رسول نہیں؟ یقیناً توہین ہے! اور بڑی نمایاں توہین ہے!!

ایک چیلنج

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج سے چھ سال قبل فرمایا تھا:۔

خطبہ جمعۃ المبارک

اے خدا اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر نگران بنائے رکھ تاکہ گویا ہم ان کی آنکھوں کے سامنے ان فرائض کو ادا کرنے والے ہوں جو تُو نے عائد فرمائے ہیں

اور اس سند کے ساتھ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ سے ہم نے تعلیم حاصل کی اور سند پائی ، ہم باقی دنیا کے اعمال کی بھی نگرانی کرنے والے اور انہیں علم سکھانے والے ہوں آمین

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۵ شہادت (اپریل) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ـــــ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا :-

رمضان مبارک اپنے آخری مراحل میں داخل ہو رہا ہے اور آج رات سے وہ عشرہ شروع ہوگا جس عشرہ میں ایسی مبارک گھڑیاں بھی آتی ہیں جب خدا تعالیٰ کے فضل سے قبولیت خود آسمان سے نیچے اُترتی ہے اور دعاؤں کو دلوں سے اُٹھاتی ہے اور ایک ایسی رات بھی آنے والی ہے جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے ، جس کے متعلق فرمایا کہ وہ ساری عمر کی تمام راتوں سے بہتر رات ہے ۔ اگر اس کی برکتیں نصیب ہو جائیں تو انسان کی زندگی بن جائے ۔ پس یہ وہ دن ہیں جو خاص دعاؤں کے دن ہیں ۔ خاص محنت کے دن ہیں ۔ یہ وہ راتیں ہیں جن راتوں کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس طرح زندہ کر دیا کرتے تھے ، اس طرح روشن کر دیا کرتے تھے کہ دنوں کی روشنی سے ان کی روشنی بڑھ جاتی تھی ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جو ہمیشہ عبادت پر مستعد رہتے تھے ان راتوں میں تو یوں لگتا تھا کہ کمر کس لی ہے اور ایسے مستعد ہو گئے گویا آرام کو بھول گئے ۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مواقع پر اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو سہولت کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ اتنی محنت نہ کر ، اسے کچھ کم کر دے ۔

پس یہ وہ عشرہ ہے جو بہت سی برکتیں لے کر آنے والا ہے ۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے زیادہ سے زیادہ بندوں کو اس عشرے کی برکتوں سے نوازے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی نظر میں ان برکتوں کے مستحق ٹھہریں ۔

بہت سے کمزور ہیں جو اس عشرے میں جاگ اُٹھتے ہیں جو سارا سال غفلت میں سوئے پڑے رہتے ہیں ان کے لئے بھی ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ ان کی آنکھ ایسی روشنی میں کھلے کہ پھر انہیں ہمیشہ کے لئے روشنی سے محبت ہو جائے اور سوائے مجبوری کے پھر وہ آنکھیں بند کرنے والے نہ ہوں ۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو اس عشرے سے ڈرتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں کہ شاید ہم اس کا حق نہ ادا کر سکے ہوں ۔ ایسے بھی ہیں جو روزے نہیں رکھ سکتے اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اور وہ سمجھتے ہیں کہ خدا کی سب خلقت اس کی رحمتیں لوٹ رہی ہے اور ہم محروم ہوئے بیٹھے ہیں ۔ اگرچہ قرآن کریم میں ان کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ تم پر کوئی حرج نہیں ۔ تمہارا کوئی جرم نہیں اور خدا تعالیٰ تم سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا

مگر دلوں کا کیا علاج کہ وہ اپنے آپ کو محروم سمجھتے اور اس محرومی میں جلتے ہیں ایسے ان کے لئے بھی ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کیفیت کے سامان فرمائے اور ان کی محرومیوں کو عنایات میں تبدیل فرما دے اور ان کی دعاؤں کو جس حال میں بھی وہ ہیں اس حال میں سُنے ۔ ایسے بھی ہوں گے جو اُٹھ نہیں سکتے ، جو کھڑے ہو کر عبادت ادا نہیں کر سکتے ۔ ایسے بھی ہیں اور ہوں گے جو بیٹھ بھی نہیں سکتے اور مجبور بستروں پر پڑے رہتے ہیں ایسے بھی ہوں گے جو کروٹ تک نہیں بدل سکتے ۔ ایسے بھی ہوں گے جو لب تک نہیں ہلا سکتے ۔ پس ان سب مجبوروں کو بھی ہمیں اپنی دعا میں یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مجبوریوں اور بے بسیوں پر رحمت کی نظر فرمائے اور ان کے دلوں سے وہ دعائیں اُٹھائے جن کا میں نے ذکر کیا ہے کہ بسا اوقات اس عشرے میں خدا کی قبولیت آسمان سے زمین پر اُترتی ہے اور دلوں سے دعاؤں کو اُٹھا کر عرش تک پہنچا دیتی ہے ۔

اس خاص عشرے کے دوران یہ حسن اتفاق ہے یا اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے کہ وہ مضمون بھی اپنے آخری مراحل میں داخل ہو رہا ہے جو میں گزشتہ کچھ عرصے سے سورۃ فاتحہ کے متعلق بیان کر رہا ہوں ۔ اور ان دونوں باتوں کا انطباق ہو چکا ہے ۔ پس آج کے مضمون میں میں اس حقیقت کی طرف احباب جماعت کو متوجہ کروں گا ۔ پہلے بھی میں مختصراً ذکر کر چکا ہوں لیکن اب زیادہ تفصیل سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کہتے ہیں تو ہم کیا دعا مانگتے ہیں اور ہمیں کیا دعا مانگنی چاہیئے ۔ یہ ہے تو ایک دعا لیکن ایک ایسے برتن کی طرح ہے جسے ہم نے اپنے جذبات اور اپنی امنگوں سے بھرنا ہے اور اپنے خیالات اس میں ڈال کر ان خیالات کو دعاؤں میں تبدیل کرنا ہے ۔

اس ضمن میں یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

تو اس دعا کے دو رُخ ہیں ۔ ایک پہلے کی طرف اور ایک بعد کی طرف ۔ پہلے رُخ کے لحاظ سے ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا جس کا حسن سورۂ فاتحہ نے ہم پر ظاہر فرمایا ہے جس نے ہم کو چکا چوند کر دیا ہے ، ہماری نظروں کو چکا چوند کر دیا ہے اور ہمارے دل میں عشق کا شعلہ بھڑکا دیا ہے ۔ ہم تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں اور صرف تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں لیکن تیری مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے ۔ پس اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ، ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں کہ عبادت کا حق ادا کریں اور عبادت کے سب فیض پانے کے لئے بھی تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ۔ یہ رُخ تو پہلے کی طرف ہے

سورۂ فاتحہ کا اعجاز ہے کہ اس نے اس دعا کو ایسے مرکز میں

رکھا کہ دونوں طرف برابر چسپاں ہوتی ہے۔ آئندہ کے لئے اس دعا کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ اے خدا! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور اس معاملے میں تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہمیں سیدھے راستے پر چلا کیونکہ اس راستے پر چلنا تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اس پہلو سے جب ہم اس مضمون کا مزید مطالعہ کریں گے تو یہ حقیقت ہم پر اور زیادہ واضح ہو جائے گی کہ اس دعا کی مدد کے بغیر صراط مستقیم پر چلنا ہرگز انسان کے بس کی بات نہیں۔ پس ہم کیا دعا کرتے ہیں۔ اس پہلو سے میں آپ کو کچھ مزید باتیں قرآن کریم کے مطالعہ کی روشنی میں سمجھانا چاہتا ہوں۔ یہ کہنا تو بہت آسان ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ نعمتیں مانگی جارہی ہیں اور اس میں کوئی مشکل بات ہے۔ لیکن جو مشکل بات ہے وہ یہ ہے کہ نعمتیں نہیں مانگی جارہیں بلکہ

نعمتیں حاصل کرنے والوں کا راستہ مانگا جارہا ہے۔

اس لئے یہ غلط فہمی دل سے نکال دیں کہ گویا یہ دعا ہے کہ* اے خدا! میں تو ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھا رہوں گا۔ تو میری جھولی میں ہر قسم کے پھل ڈال دے۔ یہ تو بہت آسان دعا ہے مگر جو دعا سکھائی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا! میں پھل چاہتا ہوں لیکن اسی طرح جس طرح تیرے محنت کرنے والے بندوں نے پھل حاصل کئے۔ اس طرح پھل چاہتا ہوں جس طرح باغبان نے لمبے عرصے تک محنتیں کیں۔ گٹھلیاں زمین میں گاڑ دیں۔ ان کے اردگرد زمین کی نلائی کی۔ اسے نرم کیا اور ہر قسم کی ضرورت پوری کی۔ جب راتوں کو اٹھنا پڑا تو راتوں کو اٹھا۔ جب چلچلاتی دھوپ میں پودوں کی حفاظت کے لئے جانا پڑا تو چلچلاتی دھوپ میں ان کی حفاظت کے لئے گیا۔ جب پانی کی ضرورت پڑی تو پانی سے ان کو سیراب کیا۔ غرضیکہ لمبا عرصہ محنت کرتا چلا گیا۔ ہر قسم کے جانوروں سے حفاظت کی۔ ہر قسم کے چوروں اچکوں سے ان کی حفاظت کی۔ اپنے بچوں کی طرح انہیں پالا پوسا یہاں تک کہ وہ درخت تیری رحمت کے سائے تلے بڑے ہوگئے اور پھر اس تمام عرصہ میں وہ تجھ سے دعائیں کرتا رہا کہ اے خدا! اس درخت کو آسمانی آفات سے بھی بچا۔ محنت تو میں نے کی لیکن پھل لانا تیرا کام ہے، تو اب ان درختوں کو ثمردار فرما دے۔ پھر اس کی دعائیں مقبول ہوئیں اور کثرت سے ان درختوں کو پھل لگے۔ اے خدا! مجھے ان زمینداروں کا رستہ دکھا۔ اور ان زمینداروں کے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

اب اس دعا کو آپ سارے زمیندارے کے مضمون پر پھیلا کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ بہت ہی مشقتوں کی دعا مانگ رہے ہیں۔ آپ یہ سوچ کر حیران ہوں گے کہ آپ نرم سے منہ سے کیا مانگ بیٹھے ہیں۔ اس صورتحال پر تو وہی شعر صادق آتا ہے کہ ؎

اَلا یا اَیُّھَا السَّاقی اَدِرْ کاسًا وَّ نَاوِلْھا
کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکل ھا

کہ اے ساقی! پیالے کو چکر میں لا۔ پیالے کا دور چلا اور مے گساروں کے ہاتھوں تک پہنچا دے۔ کیوں اس کی ضرورت پیش آئی؟ اس لئے کہ ہم شروع شروع میں یہ سمجھتے تھے کہ عشق آسان ہے۔ ہم عشق کو عیش سمجھتے تھے* عشق لڑائیں گے اور مزے اڑائیں گے۔ ولے افتاد مشکل ھا اب عشق آن پڑا ہے تو مصیبت آپڑی ہے۔ اب سمجھ آئی ہے کہ عشق ہوتا کیا ہے اور اس کے لوازمات کیا ہیں۔ پس یہ دعا مانگنا تو آسان ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۔ لیکن جب ان رستوں پر چلنے کی کوشش کریں گے اور اس دعا کے مفہوم کو پوری طرح سمجھیں گے تب سمجھ آئے گی کہ خدا سے کیا مانگ بیٹھے ہیں لیکن دنیا کے معشوقوں کی طرح کا یہ معشوق نہیں۔

یہ حقیقی معشوق، مجازی معشوقوں سے بالکل مختلف ہے۔

وہ تو اپنے عشاق کی مدد نہیں کرتے لیکن یہ معشوق ہر آن اپنے عشاق کی مدد کے لئے مستعد کھڑا رہتا ہے۔ وہ ان کے دل کی پکار پر کان دھرتا ہے اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ کب میرا عاشق مجھے مدد کے لئے پکارے تو میں دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھوں۔ جب وہ سوال کرتا ہے تو اس کو جواب دیتا ہے کہ اِنِّیْ قَرِیْبٌ ۔ اے میرے بے قرار، بے چین بندے، اے میرے متلاشی! میں تو تیرے پاس ہی ہوں۔ یہ ایسا معشوق ہے جو ماں سے بہت بڑھ کر اپنے طلبگار بچے سے حسن و احسان کا سلوک کرتا ہے۔ پس جہاں یہ راہ مشکل ہے وہاں آسان بھی ہو جاتی ہے اگر دعاؤں کی مدد سے اس کو آسان کیا جائے اور خدا سے وہ تعلق باندھا جائے جو محبت اور پیار اور عشق کا تعلق ہے۔

اس وضاحت کے بعد میں چند نمونے آپ کے سامنے قرآن کریم کے بیان کے پیش نظر رکھتا ہوں۔ قرآن کریم میں مختلف جگہ منعم علیہم کا ذکر بھی فرمایا گیا اور ان لوگوں کا ذکر بھی فرمایا گیا جو مغضوب ہیں یا ضالین ہیں۔ عام طور پر معاملے کو آسانی سے سمجھانے کی خاطر یہ کہا جاتا ہے کہ مغضوب علیہم کے متعلق جب آپ سوچیں تو یہ سوچیں کہ گویا یہود کا ذکر چل رہا ہے اور ضالین کی بات کریں تو ذہن میں عیسائیوں کی تاریخ کو لے آئیں لیکن یہ بات اتنی سادہ اور ایسی آسان نہیں اور اس طرح بلکلیت اور یکطرفہ کسی ساری کی ساری قوم کو مغضوب قرار دینا درست نہیں اور کسی ساری کی ساری قوم کو ضالین قرار دینا بھی درست نہیں ورنہ یہ بات قرآن کریم کے بعض بیانات سے متصادم ہو جائے گی، ان بیانات سے ٹکرا جائیگی کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس میں بہت سے یہود کی بہت بڑی بڑی تعریفیں فرمائی گئی ہیں اور ان کو خدا کے نیک بندے قرار دیا گیا ہے یہی وہ کتاب ہے جس نے بہت سے عیسائیوں کی بہت تعریفیں فرمائیں اور انہیں خدا کا عابد زاہد بندہ قرار دیا، ایسے بندے جو خدا کی خاطر دنیا ترک کر کے ایک طرف چلے گئے اور عمر بھر عبادات میں صرف کر دی۔

پس ایسی کتاب کے مضمون کو اس رنگ میں سمجھنا کہ اسی کتاب کے دوسرے مضمون سے ٹکرانے لگے درست نہیں۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ مغضوب علیہم کے رستوں سے بچا تو یہود کی بات ان معنوں میں سوچتے ہیں کہ یہود قوم میں بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے شروع تاریخ سے ہی ایسی غلطیاں کیں جو خدا کے غضب کا نشانہ بنانے والی بھی تھیں اور دنیا کے غضب کا نشانہ بنانے والی بھی تھیں۔ پس یہود سے نہیں بلکہ ان بار بار ٹھوکر کھانے والوں اور غلطیاں کرنے والوں کی راہ سے بچانے کی دعا ہے جو خدا کے غضب کا .... اور

بنی نوع انسان کے غضب کا نشانہ بنے ہیں۔ پس ان مکروہات سے بچنے کی دعا ہے جو مکروہات خدا کے غضب پر منتج ہو جاتی ہیں اور اسی طرح ان غلطیوں اور ٹھوکروں سے بچنے کی دعا ہے جن میں عیسائی قوم بحیثیت قوم مبتلا ہوئی۔ اور خدا کے ایک عاجز بندے کو خدا کا بیٹا بنا بیٹھی لیکن خود ان میں بہت سے نیک لوگ بھی ہیں۔ قرآن کریم کے بیان کے مطابق ایسے نیک لوگ بھی ہیں جب وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔ ان کے دل نرم پڑ جاتے ہیں۔ وہ خدا کے حضور اٹھ کر گریہ وزاری میں اور جھک کر اس کے حضور عبادت کرتے ہوئے راتیں گزارتے ہیں۔ ایسے گروہ یہود میں سے بھی ہیں اور نصاریٰ میں سے بھی ہیں۔

پس کسی قوم سے نفرت کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ بعض برائیوں سے

*اے اللہ! ہماری جھولی میں ہماری نعمتیں ڈال دے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی دعا کرے کہ

*افتاد مشکل ھا

نفرت کی تعلیم دی گئی اور ان کی مثالیں آپ کے سامنے معاملے کو آسان بنانے کے لئے رکھی گئیں۔ ایک اور وجہ اس دعا کو زیادہ وسیع مضمون میں پیش کرنے کی یہ ہے کہ قرآن کریم سے تو پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں ہر جگہ خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے پیغام بھیجے۔ رسول مبعوث فرمائے۔ خوشخبریاں دینے والے بھیجے۔ ڈرانے والے بھیجے اور ان کی قوموں نے بھی ان سے ایسے سلوک کیے کہ بعض انعام پانے والی بن گئیں اور بعض مغضوب ہو گئیں اور بعض ضالین ٹھہریں۔ تو اگر اس دعا کو یہود اور عیسائیوں کے ذکر پر ہی محدود کر دیں گے تو ان مشرکین کا کیا بنے گا جنہوں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی سب سے زیادہ مخالفت کی اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ شرک نجس ہے اور ہر دوسری چیز کو خدا معاف فرما دے گا مگر شرک کو معاف نہیں فرمائے گا اور ان قوموں کا کیا بنے گا جو ہندوستان یا چین یا جاپان یا دوسری دنیا میں شرک میں مبتلا ہیں اور مبتلا رہی ہیں یا دوسرے کئی قسم کے ایسے گناہوں میں ملوث ہوئیں جو خدا کے اور بنی نوع انسان کے غضب کا نشانہ بنانے والے گناہ تھے اور پھر ان قوموں کا کیا بنے گا جو دنیا کے مختلف خطوں میں نئی دنیا میں یا پرانی دنیا میں پیدا ہوئیں اور خدا کے حضور ضالین ٹھہریں۔

پس اس مضمون کو اتنے محدود تصور کے ساتھ اپنے ذہن میں نہ جمائیں بلکہ اس وسیع تصور کے ساتھ ذہن میں جمائیں اور ساری دنیا میں ہر وہ قوم جو بعض غلطیوں کی وجہ سے خدا کی نظر میں مغضوب ٹھہری اُس سے بچنے کی دعا کریں۔ اور ہر وہ قوم جو گمراہ ہو گئی اور اپنی بعض نیکیاں بھی قائم رکھیں لیکن بعض بدیوں میں بھی مبتلا ہوئی۔ اچھے برے کو ملا دیا۔ اور اس طرح خدا نے انہیں گمراہ قرار دیا خواہ وہ مشرق کی قوم ہو یا مغرب کی قوم ہو۔ خواہ وہ اسلام سے باہر ہو یا مسلمانوں کے اندر ہو۔ ہر ایسی قوم سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے پس مسلمانوں میں بھی اگر کچھ ایسے لوگ ہوں جو وہ عمل کریں جو مغضوب بنانے والے ہوں تو غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کی دعا اُن پر بھی صادق آتی ہے اور ان کو بھی اپنے دائرے میں لیتی ہے اور ان سے بچنے کے لئے بھی ہمیں متوجہ کرتی ہے۔ اسی طرح اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا دائرہ بھی بہت ہی وسیع ہے۔

پس جیسا کہ میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے اَنْعَمْتَ کی تعریف معلوم کریں کہ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ والے لوگ ہیں کیا؟ اور ان کا مزید مطالعہ کریں۔ پھر جب آپ دعا مانگیں گے تو پتہ ہو گا کہ کیا مانگ رہے ہیں۔ آنکھیں بند کر کے نہیں مانگیں گے بلکہ ہوش سے مانگیں گے اور اسی کی ذمہ داریوں کو سمجھ کر دعا مانگیں گے اور پھر آپ کا دل ان کو بتائے گا کہ وہ اپنی دعا میں سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔ واقعۃً سچے قلب سے دل کی گہرائیوں سے دعا کر رہے ہیں یا یونہی منہ کی باتیں ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

اب بتائیے کہ

یہ دعا کوئی آسان دعا ہے

کہ اے خدا! ہمیں اُن رستوں پر چلا جن رستوں پر پتھر پڑتے ہوں۔ اے خدا! ہمیں اُن رستوں پر چلا جہاں گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ اے خدا! ہمیں ان رستوں پر چلا جہاں بغیر قصور کے لوگ گھروں سے نکالے جاتے ہوں اور قتل کئے جاتے ہوں۔ ایسے رستوں پر چلا جہاں چلنے والوں کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچے ذبح کئے جاتے ہوں، ان کی مائیں ذبح کی جاتی ہوں۔ ان کی عزتیں لوٹی جاتی ہوں۔ انہیں ہر قسم کے ابتلاؤں، طعنہ اور طعنہ تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہو۔ جہاں زندگی عذاب بنا دی جاتی ہو۔ اب بھلا یہ دعا کوئی ہوش مند آنکھیں کھول کر کر سکتا ہے مگر جب اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی تاریخ پر غور کرتے ہیں تو اس راہ سے گزرنے والے جو راہ ہم مانگ رہے ہیں اسی قسم کی مصیبتوں میں مبتلا کئے گئے۔ اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ بغیر کسی قصور کے اُن کو قتل کیا گیا۔ ان کو گھروں سے نکالا گیا۔ ان کے اموال لوٹے گئے۔ انہیں طرح طرح کے سب و شتم کا نشانہ بنایا گیا۔ ساری زندگی اُن سے نفرتیں کی گئیں۔ اُن کو حقیر قرار دیا گیا۔ اُن کو گمراہ قرار دیا گیا۔ ذلیل ادنیٰ ادنیٰ لوگ جب اُن راہوں سے گزرتے تھے جہاں سے خدا کے یہ نیک انعام پانے والے بندے گزر رہے ہوتے تھے۔ تو بڑی بڑی باتیں اُن پر بناتے تھے اور ان کو حقارت سے دیکھتے تھے۔ ایک دوسرے کو آنکھیں مارتے تھے اور ہنستے ہوئے کہتے تھے کہ یہ گمراہ جس نے دیکھنے ہیں دیکھ لو۔ یہ بدبخت لوگ ہیں جن کے پاس کوئی ہدایت نہیں۔ ایسے ایسے مظالم کا ان کو نشانہ بنایا گیا اور جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس مطالعہ میں ساتھ ہی خدا یہ بتاتا ہے کہ میرے یہ پیارے بندے ہیں۔ میرے یہ انعام یافتہ لوگ ہیں۔ پس جب ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں انعام یافتہ لوگوں کے رستے پر چلا تو یہ سب دعائیں اس میں شامل ہیں۔

یہ سب مرادیں ہیں جو ہم مانگ رہے ہیں۔

اسی طرح اس راستے پر چلنے کے نتیجے میں ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہونے والی ہیں۔ ہم خدا سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا ہمیں ہماری قربان گاہیں دکھا۔ وہ جگہیں دکھا جہاں ہم تیرے حضور اپنی قربانیاں پیش کریں گے۔ ہم خدا سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا! ہم سے ہمارے سارے اموال لے لے اور ہماری جانیں لے لے اور ہم سے یہ سودا کر لے کہ ہمارا کچھ بھی نہیں رہا، سب تیرا ہو گیا ہے۔ اور اس کے بدلے ہمیں ایک آئندہ آنیوالی جنت کی خوشخبری دے دے۔ یہ وعدہ کر لے کہ جب ہم اس دنیا کو چھوڑ دیں گے تو تیری دائمی جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ پس جو ہاتھ میں ہے اُسے چھوڑنے کی دعا مانگ رہے ہیں اور جو ہاتھ میں نہیں اور عام دنیا کی نگاہ میں ایک موہوم وعدہ ہے اُسے حاصل کرنے کی دعا مانگ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگوں کو پھر لوگ بے وقوف کہتے ہیں۔ کہتے ہیں پاگل ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ یہی دنیا ہے۔ جو آج کی زندگی ہے بس یہی سب کچھ ہے۔ آنکھیں بند تو سب کچھ ختم اور وہ ہنستے ہیں اور مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ پاگل لوگ خدا کے بندے بنتے ہیں، ہوش والے بنتے ہیں یہ تو بے وقوف ہیں۔ سودائی ہیں۔ لیکن خدا کے ان بندوں کے کانوں میں خدا کی یہ آواز پڑتی ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ

خبردار! ان کے طعنوں سے تم متزلزل نہ ہو جانا۔ ان کے طعنوں سے تم کہیں اُمیدیں نہ چھوڑ بیٹھنا۔ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ خبردار! یہی وہ لوگ ہیں جو بے وقوف ہیں۔ تم بے وقوف نہیں ہو تم عقل والے ہو۔ تم نے سچے سودے کئے ہیں تو یہ دعائیں ہیں جو ہم مانگتے ہیں اور پھر یہ بھی مانگتے ہیں۔ غیر کی دعا مانگتے ہیں۔ یہ دعا مانگتے ہیں کہ ہماری ساری عمر پابندیوں میں صرف ہو جائے۔ یہ دعا مانگتے ہیں کہ اس قید خانے میں ہمیں ڈال جس کا ذکر تیرے سچے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا کہ

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

کہ دنیا تو مومن کے لئے ایک قید خانہ ہے۔ مصیبت خانہ ہے جس میں وہ پڑ جاتا ہے۔ کسی چیز کی آزادی نہیں رہتی۔ یہ نہیں کرنا وہ نہیں کرنا۔ سونے لگتا ہے تو پابندیوں کے ساتھ سوتا ہے۔ اُٹھتا ہے تو پابندیوں [illegible] آنکھیں کھولتا ہے جو قدم اُٹھاتا ہے یہ سوچتا ہے کہ یہ خدا کی ناراضگی کا قدم تو نہیں ہے اور کونسا ایسا قدم اُٹھاؤں کہ خدا کی

پابندی کی زنجیروں میں جکڑا رہتے ہوئے دھیرے دھیرے آہستہ آہستہ انہیں راہوں پر قدم اُٹھاؤں جن راہوں پر جانے کی یہ زنجیریں مجھے اجازت دیتی ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو قصّے کو مختصر فرمادیا اور کہا کہ ہاں! اب دعا مانگو کہ اے خدا! ہمیں عمر بھر کا قیدی بنادے ایسا قیدی بنادے جس کی گویا ساری آزادیاں چھین لی گئیں۔ پس یہ دعا ہے جو آپ مانگ رہے ہیں اور پانچ وقت بھولے پن سے اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں مانگتے ہیں اور پھر خدا کے جو اور بھی زیادہ سادہ لوح، اس سے محبت کرنے والے، پیار کرنے والے بندے ہیں وہ نفلوں کے اضافے کرتے ہیں۔ راتوں کو اُٹھتے ہیں دنوں کی دعا سے مطمئن نہیں ہوتے کہتے ہیں ابھی ہم نے پوری مصیبتیں نہیں مانگیں، اے خدا! اب باقی وقت ہم مزید مصیبتیں مانگتے ہیں۔ جو کچھ رہ گیا ہے وہ ہم پر نازل فرما۔ یہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ فرما جو قرآن کے بیان کے مطابق یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان لانا کافی ہے اور اس کے بعد کوئی ابتلاء نہیں آئیں گے۔ ہمیں اُن لوگوں میں داخل فرما جو ایمان لائے یہ جانتے ہوئے کہ یہ ابتلاؤں کا رستہ ہے اور یہ دعا کرتے ہوئے داخل ہوئے کہ اے خدا! اب وہ ابتلا ہم پر ڈال لیکن یہ رحم فرما کہ ان ابتلاؤں میں ثابت قدم فرما۔ ان ابتلاؤں سے زندہ سلامت گزار دے اور پھر ہم تیرے فضلوں کے وارث بنتے ہوئے

ان ابتلاؤں کے دور سے نکلیں۔

پس اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی دیکھیں کتنی ضرورت تھی۔ شروع میں ہی خدا سے یہ التجا کرنے کی ضرورت تھی کہ عبادت تو تیری ہی کرتے ہیں اور کسی اور کی نہیں کرتے۔ تیری کرنا چاہتے ہیں کسی اور کی نہیں کرنا چاہتے مگر اے خدا بہت مشکل رستہ ہے۔ تیری مدد کے بغیر ہم وہ دعا بھی نہیں کر سکتے جو دعا تو ہمیں سکھا رہا ہے اور ابھی آنے والی ہے۔ پس اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا یہ پہلو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور اس کا مطلب یہ بنے گا کہ اے خدا! ہمیں اس سچی دعا کی توفیق عطا فرمادے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ جب آپ اس سارے مضمون کو قرآن کے بیان کی روشنی میں پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں تو یہ دعا بہت مشکل اور مشکل سے مشکل تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ بہت سے ایسے مقام آتے ہیں کہ جب انسان کا دل کانپ جاتا ہے، ڈر جاتا ہے اور اس دعا کی تفصیل کے ساتھ ہمت نہیں پڑتی۔

ان دعا کرنے والوں کی وہ تفصیل جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے ایک تاریخ کی صورت میں کھول کر رکھ دی ہے اس تفصیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ دعا مانگنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ پس اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی شدید ضرورت ہے کہ مدد مانگی جائے کہ اتنی اتنی ہمیں دعا سکھا، اتنی اتنی دعا مانگنے کی توفیق عطا فرما جو تیری مدد سے آسان ہوتی چلی جائے اور طبعاً سچائی کے ساتھ دل سے اُٹھے نہ کہ بناوٹ کے ساتھ ہونٹوں سے نکلے۔

اس ضمن میں میں نے قرآن کریم کے آغاز سے لے کر آخر تک چند قرآنی بیانات کو اس دعا کے ساتھ منسلک کرکے آپ کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کیا لیکن جب میں نے سورۃ بقرہ سے بات شروع کی تو یہ مضمون اتنا بڑھ گیا کہ نا ممکن تھا کہ ایک، دو، تین، چار، پانچ، دس جمعوں میں بھی اس کا حق ادا کیا جائے۔ پس میں نے کچھ نمونے سورۃ بقرہ سے آپ کو سمجھانے کے لئے لئے۔ کہ جب آپ قرآن کریم کا مطالعہ کریں گے تو

اس دعا کے ساتھ منسلک کرکے مطالعہ کریں

اور ہر دفعہ یہ سوچیں کہ میں یہ دعا مانگ رہا ہوں اور آئندہ بھی یہ دعا مانگا کروں گا۔ اور پھر میں نے کچھ ٹکڑے کہیں سے، کچھ ٹکڑے کہیں سے نمونۃً کہ چند نمونے قرآن کریم کی مختلف جگہوں سے اکٹھے کئے تاکہ آپ کو اس دعا کا مطلب سمجھاؤں جو ہم سب روزانہ بار بار مانگتے ہیں اور اکثر ہم میں سے جانتے ہی نہیں کہ ہم کیا مانگ رہے ہیں۔ پس

جو کچھ آپ مانگیں ہوش سے مانگیں۔

سمجھ کر مانگیں کہ کیا مانگا جا رہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے فضل کی امید رکھیں اور اس سے رحم کے طلبگار ہوں کہ وہ ان مشکلوں کو ہمارے لئے آسان کردے جو ہم ہوشمندی کے ساتھ خود خدا سے طلب کر رہے ہیں

دیکھیں! ایک چھوٹے سے معاہدے کے لئے جو دنیا کے سودوں میں کیا جاتا ہے۔ آپ ایک قابل وکیل سے مدد چاہتے ہیں۔ اس سے مدد چاہتے ہیں کہ کہیں دھوکے میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ کوئی ایسی بات معاہدے میں نہ لکھی جائے جس کو ہم نبھا نہ سکیں تو وہ معاہدہ جو قرآن کریم کا معاہدہ ہے جسے خدا میثاق قرار دیتا ہے اس پر عمل کرنے سے پہلے، اس پر دستخط کرنے سے پہلے معلوم تو ہونا چاہئیے کہ کس بات پر دستخط کئے جا رہے ہیں لیکن چونکہ دنیا والے غلطیوں کو معاف نہیں کیا کرتے اور ایک ایک قطرہ خون کا حساب مانگتے ہیں اس لئے دنیا کے معاہدوں میں تو انسان غلطی کرے تو ساری عمر اس کا خمیازہ بھگتتا رہتا ہے لیکن

یہ معاہدہ ایک ایسی ذات سے کیا جا رہا ہے جو بہت غفور رحیم ہے

جو قدم قدم پر بخشش کے وعدے بھی کرتی ہے۔ وہ عجیب طرح سے حساب کرتی ہے۔ اچھا! یہ بھی میں معاف کر دیتا ہوں۔ یہ بھی میں معاف کردیتا ہوں۔ یہ بھی معاف کر دیتا ہوں اور یہ بھی معاف کر دیتا ہوں۔ یہاں تک کہ اس کی معافیوں کا سلسلہ اس کے حساب طلب کرنے والے سلسلے پر غالب آجاتا ہے اور اس کی رحمت ہر انسان کی لغزش کو ڈھانپ لیتی ہے پس اگر اور نہیں تو یہ مضمون ہی انسان کے دل کیلئے تسلی کا موجب بن جاتا ہے کہ ہمارا خدا ایسا خدا ہے جو اگر چاہے تو ان کو بھی معاف فرما دیتا ہے جن کے اعمال تمام تر اچھے نہیں تھے۔ انہوں نے بدیاں بھی کیں اور اچھے اعمال بھی کئے۔ اچھوں اور بُروں کو ساری عمر ملائے رکھا اور کبھی ان کو توبہ کی یہ توفیق نہیں ملی کہ زندگی کے کسی موقعہ پر وہ یہ کہہ سکیں کہ اب ہم اپنی بدیاں جھاڑ کر نیکیوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ عمر بھر وہ نیکیوں اور بدیوں کے ساتھ ملے جلے رہے اور اسی طرح گھسٹتے گھسٹتے خدا کے قرب کی راہوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے۔ فرمایا: میں چاہوں تو انہیں پکڑوں اور ان کی بدیوں کی سزا دوں اور اگر چاہوں تو ان کو معاف کردوں اور بہت ایسے ہیں جن کو میں معاف بھی کر دیتا ہوں تو پھر انسان اس بات سے سہارا لیتا ہے کہ میثاق پر ہم دستخط تو کر بیٹھے ہیں لیکن اب اس میثاق کی شرائط پر پورا اترنے کے لئے خدا ہی سے مدد طلب کریں گے اور اگر ہم اس میثاق پر پورا نہ اترے جو اولین لوگ ہیں جو سابقون کا گروہ ہے ان جیسے نہ بھی بن سکتے ہوں تو ہم یہ التجائیں کریں گے کہ اے خدا! اُن ادنیٰ لوگوں میں ہی شامل فرمادے جنہوں نے عمر بھر دیانتداری سے میثاق پر عمل نہیں کیا تو میثاق پر عمل کرنے کی تمنا تو رکھتے تھے۔ کوئی خواہش تو ان کے دل میں تھی۔ بے چینی تو ہوا کرتی تھی جب وہ گناہ کرتے تھے تو بے قرار ضرور ہو جایا کرتے تھے۔ گناہوں کے بعد مطمئن نہیں رہتے تھے بلکہ تڑپ کر زندگی گزارتے تھے۔ پس اے خدا! ہمیں ان لوگوں میں ہی شامل فرمادے اور اگر قافلے کے سر پر چلنے والوں میں شامل نہیں تو اس قافلے کے آخر پر اس کی دُم میں گھسٹتے ہوئے لوگوں میں ہی شامل فرمادے لیکن رستہ وہ ہو

اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ

کہ جن پر تُو نے انعام کیا۔ مغضوب کے رستے پر ہمیں نہ ڈالنا۔

پس اب میں آپ کو لکھے ہوئے مضمون میں قرآن کریم کے واقعات کو دعاؤں کی شکل میں ڈھال کر پیش کرتا ہوں۔ قرآنی آیات میں یہ مضمون دعاؤں کی صورت میں ظاہر نہیں فرمایا گیا مگر قرآن کے واقعات لے کر اور قرآن کی نصیحتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اوامر اور نواہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں چند نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ جب ہم اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہتے ہیں تو وہ کون سے انعام یافتہ لوگ ہیں جن کے رستے پر چلنے کی ہم دعا کرتے ہیں۔ گویا ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ

اے خدا!

ہمیں ان انعام یافتہ لوگوں کے رستے پر چلا جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ بھی تو نے ان کو عطا کیا ہے اُسے تیری راہ میں خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اُتاری ہوئی تعلیم پر اور سب گزشتہ تعلیمات پر ایمان لاتے ہیں اور آئندہ ہونے والی موعود خبروں پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ اور اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جو اپنی مُرادوں کو پا لیتے ہیں۔

اور اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستوں پر چلا جنہوں نے تجھے اپنا بھی رب تسلیم کیا اور اُن کا رب بھی تسلیم کیا جو پہلے گزر چکے تھے اور تقویٰ کی راہوں پر چلے۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جن کو تو نے سدا بہار جنتوں کی بشارت دی ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

اور اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جو ہر اس درخت کے پھل سے احتراز کرتے ہیں جس کا کھانا تو نے منع فرما دیا ہے۔ اور اس پھل کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے جسے تو نے ممنوع قرار دیا۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کا رستہ دکھا جو ہمیشہ تیری نعمتوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور جو عہد تجھ سے باندھا ہے اس پر پختگی سے قائم رہتے ہیں۔

ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جو ہر اس تعلیم پر ایمان لاتے ہیں جو اس تعلیم کی تصدیق کرتی ہے جو قرآن میں اُتاری گئی اور تیری آیات کو ادنیٰ اغراض کی خاطر بیچ نہیں ڈالتے اور صرف تیرا ہی تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ اور وہ جھوٹ کی ملونی سے پاک اور خالص دل رکھتے ہیں، جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں اور تیرے حضور جھکنے والوں کے ساتھ ہر مقام اطاعت پر جھک جاتے ہیں۔

ان لوگوں کا رستہ دکھا جو صبر اور دعاؤں کے ذریعہ تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تیرے حضور عاجزی اور تذلّل اختیار کرتے ہیں۔ اور تیرے حضور عاجزی اور تذلّل اختیار کرنا اُن پر بھار نہیں ہوتا، اُن پر گراں نہیں گزرتا۔ وہ جو یہ اُمید لئے بیٹھے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ضرور ملاقات کریں گے اور بالآخر اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اے خدا! ہمیں وہ نعمتیں بھی عطا کر جو پہلی اُمتوں کو عطا کی گئیں اور اپنے اُن فضلوں سے بھی نواز جن کے ذریعے تو نے پہلی اُمتوں کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی تھی اور ان خوش نصیبوں میں سے بنا جو اُن کی مثالیں زندہ کرنے والے ہیں جنہوں نے تیری نعمتوں کے گیت گائے اور تیرے ذکر کو بلند کیا۔

ہمیں ان انعام یافتہ لوگوں کے رستے پر چلا جو مؤاخذہ کے اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جب کہ کوئی جان کسی دوسری جان کے کام نہیں آئے گی اور اس کی کوئی شفاعت کسی کے حق میں قبول نہ کی جائے گی۔ اور کسی جرم کے بدلے اُسے کوئی مدد میسر نہ آئے گی۔

ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جن کی لغزشوں کو تو نے معاف فرما دیا اور تیرے عفو کے نیچے وہ تیرے بے انتہا شکر گزار بندے بن گئے اور اُن لوگوں کی راہ پر چلا جن کو جب کتاب اور فرقان عطا کئے گئے تو ان کی ہدایت سے انہوں نے خوب استفادہ کیا۔

اے خدا! ہمیں اُن لوگوں کی راہ پر چلا جن کی خطاؤں کو تو نے معاف فرما دیا اور اُن محسنوں کی راہ پر چلا جنہیں تو نے احسان کی توفیق بخشی اور اُن کے حُسن و احسان کو اور بڑھا دیا۔

اور ہمیں اُن لوگوں کی راہ پر چلا جو تجھ پر اور جزا سزا کے دن پر حقیقی ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور جن کو تو نے محفوظ اجر کی ضمانت دی اور سلامتی کا یہ پیغام دیا کہ کوئی خوف تم پر غلبہ نہ پا سکے گا اور نہ غموں میں مبتلا نہیں کئے جاؤ گے۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جنہوں نے تجھ سے یہ عہد باندھا کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور والدین سے اور اقرباء سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں گے اور تیرے بندوں سے نرم گفتاری سے کام لیں گے اور انہیں اچھی باتیں کہیں گے اور اسی طرح انہوں نے تیری عبادت کو قائم کرنے اور تیری راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا اور پھر وفا کے ساتھ ان عہدوں پر قائم رہے۔

اب دیکھیں! بہت سی اُن صفات میں سے یہ چند صفات ہیں جو خدا کے اُن بندوں کی بیان فرمائی گئی ہیں جو خدا سے باندھے ہوئے عہدوں کو پورا کرتے ہیں اور صراط مستقیم پر چلتے ہیں اور انعام یافتہ میں شمار ہوتے ہیں اور روزمرہ کی زندگی کی عام باتیں ہیں جن میں ہم میں سے اکثر ٹھوکر کھاتے ہیں اور ان عمومی معمولی عام معروف باتوں پر بھی عمل کرنے کی اہلیت نہیں پاتے۔ پس اگر ہم ہر نماز میں دعا کرتے ہوئے یہ سوچا کریں کہ دعا ہم یہ کر رہے ہیں اور کام کون سے کر رہے ہیں؟ دعاؤں کا رستہ اور ہے اور ہمارا چلنے کا رستہ اور ہے؟ تو اسی وقت انسان کے دل پر لرزہ طاری ہو جائیگا۔ عام انسان سے اگر کچھ مانگے اور دل میں کوئی اور بات ہو تو یہ بھی منافقت ہے اور ایک مکروہ بات ہے مگر خدا سے کچھ اور مانگے اور کچھ اور کرنے کے ارادے ہوں تو یہ ایک بہت ہی بڑا خوف کا مقام ہے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور والدین سے اور اقرباء سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ بہت سی ایسی شکایتیں روزمرہ مجھ تک پہنچتی رہتی ہیں کہ بعض مرد ہیں جو اپنے گھر میں کبھی اپنے بیوی بچوں سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے ان سے کرخت رویہ ہے۔ اُن سے ظلم و ستم کا سلوک ہے۔ اُن سے کنجوسیاں کرتے اور ان کو مصیبت میں مبتلا رکھتے ہیں۔

ایسی بیویاں ہیں جو بیچاری روتی پیٹتی مجھے خط لکھتی ہیں کہ

ہمیں تو پیسے کا منہ نہیں دکھاتے گھر میں کچھ ڈال دیا تو ڈال دیا اور وہ بھی ایسا کہ ایک ایک چیز کا حساب رکھتے ہیں۔ زندگی اجیرن ہے۔ بچوں سے حسن سلوک نہیں ہے۔ بچوں کو اس طرح پھینکا ہوا ہے جس طرح وہ بے جان چیزیں ہیں۔ ان کو حیثیت ہی کوئی نہیں۔ ان باتوں میں مبالغہ بھی ہوگا۔ لیکن جو لوگ دنیا کے معاشرہ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہر معاشرے میں اس قسم کے ظلم موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ لکھنے والی غلط لکھ رہی ہو لیکن اور بہت سی ایسی ہیں جو نہ لکھنے والیاں ہیں لیکن

ان پر یہ حالات گزرتے ہیں۔ پس کئی قسم کی مصیبتیں ہیں جو روزمرہ کی زندگی میں ہماری بد اخلاقیوں کے نتیجے میں انسانوں پر ڈالی جاتی ہیں اور انسانوں کی زندگیوں کو اجیرن کر دیتی ہیں۔ مردوں کی طرف سے بھی عورتوں کی طرف سے بھی بہوؤں کی طرف سے بھی ساسوں کی طرف سے بھی باپوں کی طرف سے بھی اور بچوں کی طرف سے بھی تو دیکھیں یہ دُعا جو ہمیں خدا نے سکھائی۔ ان معنوں میں یہ دُعا سکھائی کہ اپنے بندوں کا ذکر فرمایا اور کہا کہ انعام یافتہ راہ پر چلنے والے لوگ اس اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں انعام یافتہ رستوں پر چلنے والوں میں سے بنا دے تو دراصل یہ دُعا مانگ رہے ہیں کہ اے خدا! ہمیں ایسا بنا دے کہ

والدین کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔

اُن کی دُعائیں لینے والے ہوں۔ اور سب اقرباء سے حسنِ سلوک کرنے والے ہوں اور یتیموں کا خیال رکھنے والے ہوں۔ مسکینوں سے حسنِ سلوک سے پیش آنے والے ہوں اور تیرے سب بندوں سے نرمی کی گفتگو کرنے والے ہوں۔ ہماری گفتگو میں حسن ہو۔ کراہت کی بات نہ ہو۔ وہ لوگ جو گھر میں ایک دوسرے سے نرمی کی بات نہیں کرتے ان سے عام دُنیا میں کم توقع کی جاتی ہے کہ وہ نرمی کی گفتگو برتنے والے ہوں گے لیکن بعض ایسے ظالم بھی ہیں کہ دوستوں سے نرم اور اپنے گھر والوں سے سخت حالانکہ مضمون والدین اور اقرباء اور نزدیک کے رشتے داروں کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔ پس ایسی نرمی جو دوستوں کے لئے ہو اور گھر والوں کے لئے نہ ہو اس نرمی کا ان لوگوں کے ذکر میں کہیں شمار نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مراتب کے لحاظ سے نیکیوں کا ذکر فرمایا۔ پس جب ہم کہتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تو ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی تو نگاہ رکھیں۔ اگر ان پر نگاہ نہیں رکھیں گے تو بڑی باتوں کا نہ حق ادا کر سکتے ہیں نہ بڑی باتیں مانگنے کی جرأت کر سکتے ہیں اور جب بھی آپ بڑے بڑے مضامین کو سوچ کر اپنے دل کو ٹٹولیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کی دُعا میں طاقت نہیں ہے کہ ان مضامین کی متحمل ہو سکے۔ کانپ جاتی ہے جیسے کوئی بڑا بھاری وزن کوئی کمزور انسان اُٹھانے کی کوشش کرے تو یہ دعا ہی بہت بھاری ہے لیکن اگر ہم غور کرنے والے ہوں اور اگر یہ دُعا اُٹھا لیں تو اس دُعا کے نتیجے میں جتنی ذمہ داریاں ہیں اگر سچے دل سے اس دُعا کو اُٹھا لیں تو وہ خدا خود اُٹھا لیتا ہے۔ یہ یقین ہے جو ایک مومن کے دل میں ہونا چاہیئے اور اس یقین کے بغیر اس دُعا کی ہمت بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ہم یہ دُعا کرتے ہیں کہ اسی طرح جن لوگوں نے تیری عبادت کو قائم کرنے اور تیری راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا اور پھر وفا کے ساتھ اُن عہدوں کو نبھایا ہمیں اُن لوگوں کے رستے پر چلا۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جو اس بات سے بے خبر نہیں کہ تو ہی زمین و آسمان کا مالک ہے اور تیرے سوا کوئی دوست اور مددگار ان کے کام نہیں آ سکتا۔ ——— ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جن کا قبلہ ہمیشہ تو رہا ہے۔ تیری حضوری سے وہ اپنے وجود کو ہمیشہ نیا حُسن عطا کرتے رہے یعنی وہ لوگ جن کا اجر تیرے پاس ہے اور تیرے تعلق کے فیض سے وہ ہر دوسرے خوف اور غم سے آزاد ہو گئے ——— ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جو جس راہ پر بھی چلے ہمیشہ تجھے پیشِ نظر رکھا ——— اے خدا تجھے پیشِ نظر رکھا جو تمام رستوں کا مالک خدا ہے۔ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اسی کا ہے اور ہر چیز اسی کی اطاعت کا دم بھرتی ہے۔

وہ جو زمین و آسمان کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے۔

اور جب کسی تخلیق کا ارادہ بار بار کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ ہو جا اور لازماً وہ ہو کر رہتی ہے۔ پس اے خدا! ہمیں اس یقین کے ساتھ اُن راہوں پر چلا کہ ہم ایسی قدرتوں کے مالک خدا سے مدد مانگنے والے ہیں۔

پھر ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا حق ادا کرتے ہیں یعنی دن رات تلاوت کے لئے وقت نکالتے پھر غور اور سمجھ کے ساتھ تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہوئے اس کے مضامین کو اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے مضامین میں ڈوبنے کی کوشش کرتے ہیں، سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کتاب کی کسوٹی پر پرکھتے رہتے ہیں۔ یہ مضمون ہے جو حق تلاوت کا مضمون ہے۔ ہم اس کی بھی دُعا مانگتے ہیں۔

اور پھر یہ دُعا مانگتے ہیں کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ہمیں بھی قربانی کا بکرا بنا۔ ہمیں آزمائشوں میں ڈال لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان آزمائشوں پر پورا اُترنے کی بھی توفیق عطا فرما۔

اور ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو مرتے دم تک تیرے حضور سپردگی کے عالم میں رہتے ہیں۔ تسلیم و رضا کی حالت میں رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو تیرے حضور پیش کر دیتے ہیں اور پھر اپنے وجود کو تجھ سے واپس نہیں لیتے اور مرتے وقت اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کرتے ہیں کہ توحید پر قائم رہنا اور خدا سے تعلق باندھے رکھنا اور کبھی اس تعلق کو نہ توڑنا۔ کیونکہ اس تعلق کے توڑنے پر تم ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ پس وفا کے ساتھ توحید پر قائم رہنا اور ایک خدا سے اپنے تعلق کی حفاظت کرنا۔

ایسے لوگوں کی راہ پر چلا جو تیرے حضور یہ اقرار کرتے ہیں کہ تُو نے جتنے بھی دُنیا میں رسول بھیجے ہم اُن سب پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہمیں توفیق بخش کہ ہم ایک رسول اور دوسرے رسول کے درمیان ایسی تفریق نہ کریں کہ جس کے نتیجے میں کسی کی وحی کو واجب العمل سمجھیں اور کسی کی وحی کو اس طرح واجب العمل نہ سمجھیں۔ بلکہ یقین کریں کہ تیرا کلام خواہ اعلیٰ پر نازل ہو خواہ ادنیٰ پر نازل ہو وہ کلام تیرا کلام ہے اور اس حیثیت سے ہر کلام خواہ دُنیا کے کسی بندے پر نازل ہوا ہو وہ عزت اور احترام کے لائق ہے ——— پھر ہم یہ دُعا مانگتے ہیں کہ اے خدا ہمیں اُمتِ وسطیٰ بنا دے۔ یعنی وہ اُمت بنا دے جس کی تو نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو خوشخبری دی تھی کہ وہ میانہ روی کرنے والی اُمت ہے۔ افراط اور تفریط سے پاک ہے۔ وہ درمیانی راہوں پر چلنے والی اُمت ہے اور ہمیں تمام دُنیا پر نگران بنا دے۔ ہم تمام دُنیا کے اخلاق کی نگرانی اور حفاظت کرنے والے ہوں اور اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہم پر نگران بنائے رکھ تاکہ گویا ہم اس کی آنکھوں کے سامنے اُن فرائض کو ادا کرنے والے ہوں جو تو نے عائد فرمائے ہیں اور اس سند کے ساتھ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے ہم نے تعلیم حاصل کی اور سند پائی۔ ہم باقی دُنیا کے اعمال کی بھی نگرانی کرنے والے ہوں اور انہیں علم سکھانے والے بنیں اور نیک اعمال سکھانے والے بنیں۔

اے خدا ہمیں استباق فی الخیرات کی توفیق عطا فرما۔ صرف نیکیوں کی توفیق نہ عطا فرما، نیکیوں میں ہمیشہ ایک دوسرے سے آگے بڑھتے رہنے کی توفیق عطا فرما۔ ہر وقت جد و جہد میں مبتلا رہنے والے ہوں۔ ہمیں ان لوگوں کی راہوں پر چلا جو ہمیشہ آگے بڑھنے کی نیت سے ورزشیں کرتے رہتے ہیں اور محنتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ میں سے کسی کو اگر صبح کی سیر کی عادت ہو یا توفیق ملی ہو تو دیکھا ہو گا کہ بہت سے ایسے اتھلیٹ یعنی کھلاڑی اور جو مختلف جسمانی مقابلوں میں حصہ لینے والے ہیں، صبح صبح اُٹھ کر دوڑ رہے ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں بھی جبکہ شدید سردی ہو یا پاکستان وغیرہ میں شدید گرمی ہو تو وہ ان باتوں سے بے نیاز بڑی محنت کر رہے ہوتے ہیں۔ پہلوان ہیں جو اکھاڑوں میں محنت کر رہے ہیں۔ غرضیکہ ایسے لوگ کسی امید پر کہ شاید کبھی ہم اپنے ملک میں نام پیدا کرنے والے بنیں اور اس امید پر کہ شاید کبھی ہم بین الاقوامی مقابلوں میں نام پیدا کرنے والے بنیں ساری زندگی محنت میں صرف کرتے ہیں۔ پس

جب ہم استباق فی الخیرات کی دُعا مانگتے ہیں۔

تو یہ بات ہے جس کی دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں محنت کی توفیق عطا فرما جس کے نتیجے میں ہم اپنے بھائیوں سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے بنیں۔ اگر یہ محنت نہیں کریں گے تو یہ توفیق مانگنے کی دعا کا کیا مطلب ہے؟ پس جب استباق فی الخیرات کی دعا مانگیں تو ان سارے نظاروں کو پیش نظر رکھو لیا کریں، جہاں مقابلوں میں حصہ لینے والے مختلف رنگ میں مختلف مقامات پر دن اور رات یا کسی اور حصے میں محنتیں کر رہے ہوتے ہیں اور زندگیاں ان محنتوں میں صرف کر دیتے ہیں اور اکثر ہیں جن کی امیدیں پوری نہیں ہوتیں۔ بہت ہی کم ہیں جن کی امیدیں پوری ہوتی ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ شاید ہی ہزاروں میں سے ایک ہم بن سکیں جو اپنی آرزوؤں کو پورا ہوتے دیکھ سکیں گے۔ پھر بھی وہ محنت کرتے ہیں تو یہ دعا سکھائی کہ اے خدا! ہمیں ایسی محنتیں کرنے کی بھی توفیق عطا فرما جن کا پھل ہر شخص کو نصیب ہو ہی نہیں سکتا مگر ان نعمتوں کا کچھ نہ کچھ فیض ہر شخص پا ہی لیتا ہے۔ عام دنیا کے انسان کے مقابل پر وہ بہتر ہوتا چلا جاتا ہے پس استباق فی الخیرات کرنے والوں کی راہ پر ہمیں ڈال دے

صبر و صلوٰۃ اور شہادت پر تسلیم و رضا کا ردعمل دکھانے والوں کی راہ پر ڈال۔

ایسے لوگوں کی راہ پر ڈال جو ابتلاؤں اور نقصانات پر صبر سے کام لیتے ہیں اور تیرے حضور ہر قسم کی قربانیاں دیتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہ سب کچھ گیا لیکن ہم بھی تو خدا ہی کے ہیں۔ ہم بھی چلے جائیں تو کچھ ہاتھ سے دینے والے نہیں ہوں گے۔ اِنَّا لِلّٰہِ ہم خدا کے تھے اور خدا کے ہیں اور ہم نے بھی تو آخر اسی کے پاس جانا ہے جہاں ہمارا سب کچھ جا رہا ہے۔

پھر ہمیں ایسے لوگوں کی راہ پر چلا جو زمین و آسمان کی تخلیق پر غور کرتے ہیں۔ لیل و نہار کے ادلنے بدلنے کو دیکھتے ہیں۔ کشتیوں کا سمندروں میں چلنا دیکھتے ہیں۔ آسمان سے پانی کے نزول کا نظارہ کرتے ہیں۔ زمین پر جانوروں کے وجود کو چلتے پھرتے اور نرم نرم گھاس کھاتے یا دیسے رزق کی تلاش میں اڑتے یا دوڑتے پھرتے ہوئے یا سمندر میں تیرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور پھر زمین و آسمان کے درمیان مسخر بادلوں پر غور کرتے ہیں اور ان سب باتوں پہ غور کے نتیجے میں وہ ہر چیز کو تیری طرف اشارہ کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ اور ہر چیز سے یہ پیغام لیتے ہیں کہ ان کا ایک خالق ہے، ان کا ایک مالک ہے اور وہی راہ ہے جس کی طرف ہر چیز انگلی اٹھا رہی ہے۔ پس اب ان سب نظاروں سے اپنے قرب کی راہیں دیکھنے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔

ہمیں اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہ بنا دے

ہماری ہر دوسری محبت پر تیری محبت غالب آجائے۔ نہ ماں کی ایسی محبت رہے نہ باپ کی ایسی محبت رہے نہ اولاد کی ایسی محبت رہے نہ بیوی کی نہ عزیزوں اور رشتے داروں کی نہ کسی حسین انسان کی، نہ کسی حسین نظارے کی نہ کسی دنیا کی نعمت کی نہ کسی علمی فضیلت کی۔ ہر دوسری محبت سے تیری محبت بڑھ جائے۔

اے خدا ہمیں حلال طیب رزق عطا فرما، اور ان لوگوں کے رستوں پر چلا جو غیر حلال رزق حاصل کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا اور تجھ سے دعا مانگتے ہوئے حلال رزق کی وسعت کی دعا مانگی اور حلال رزق پر ہی قانع رہے اور ان لوگوں کے رستے پر چلا جنہوں نے شیطان کی پیروی سے انکار کر دیا اور پھر ان لوگوں کے رستے پر چلا جنہوں نے جب تجھے آواز دی کہ اے خدا تو کہاں ہے تو تو نے ہر آواز کے مقابل پر یہ جواب دیا اِنِّیْ قَرِیْب۔ انی قریب۔ اے میرے پکارنے والے بندے میں تیرے قریب ہوں۔ میں تیرے قریب ہوں۔

اے خدا! ہمیں دنیا کے حج اور عمرہ ادا کرنے والوں کی راہ پر چلا۔ اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جنہوں نے اپنی زندگی کا زاد راہ تقویٰ بنالیا۔ در حقیقت ان کے پاس کچھ اور نہیں تھا۔ انہوں نے ہمیشہ اس یقین سے کہ تیری راہ میں قدم آگے بڑھائے کہ سب سے زیادہ جس زاد راہ کی ضرورت پیش آسکتی تھی وہ تقویٰ ہے۔ چنانچہ تقویٰ سے انہوں نے ... اور تقویٰ کے بغیر تیری راہ میں سفر اختیار نہیں کیا۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا کہ جب وہ تیری راہ میں لوگوں کو جانیں دیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کو مردہ نہیں کہتے بلکہ وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ زندہ جاوید ہو گئے۔ اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستہ پر چلا جنہیں تیری خاطر دکھ دیئے جاتے ہیں، ان کے اموال چھینے جاتے ہیں۔ ان کی جانیں تلف کی جاتی ہیں۔ خوف اور بھوک ان پر مسلط کی جاتی ہے۔ لیکن وہ تیری راہوں کے مسافر صبر کے ساتھ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔ تو ان پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا ہے۔ اور انہیں ہی سچے اور ہدایت یافتہ قرار دیتا ہے۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا جنہوں نے زخم پر زخم کھائے لیکن اس کے باوجود تیری اور تیرے رسولؐ کی ہر آواز پر لبیک کہا۔ زخموں سے چور ہونے کے باوجود جب ان کے کانوں میں تیری یا تیرے رسولؐ کی آواز پڑی تو لبیک کہتے ہوئے وہ اس کی طرف لپکے اور ان میں سے وہ خوش نصیب جنہوں نے اپنے اعمال کو حسن سے زینت دی اور تیرا تقویٰ اختیار کیا اور تیری بارگاہ میں عظیم اجر کے لائق ٹھہرے

یہ واقعات ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ یہ کوئی افسانے اور قصے نہیں ہیں۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا تو یہ سارے واقعات ایک فلم کی طرح ہمارے ذہن میں گھومنے چاہئیں اور وہ شخص جو قرآن کریم کا مطالعہ کرتا ہے اس کے ذہن میں گھومتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر دفعہ جب ہم اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کہتے ہیں تو سارے واقعات اچانک گھوم جاتے ہیں لیکن مختلف کیفیات میں، مختلف حالتوں میں کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ ضرور ہے جو ان حالتوں سے تعلق رکھتا ہے اور ان پر چسپاں ہوتا ہے اس وقت کی دعا کے وقت وہ واقعہ نظر کے سامنے ابھر آنا چاہیئے اور ہر چیز کے پیچھے ایک تاریخ ہے۔ پس جب یہ فرمایا گیا کہ وہ لوگ زخمی ہونے کے باوجود تیری آواز پر لبیک کہتے ہیں تو

ایک ایسا ہی واقعہ جنگِ اُحد کے وقت گزرا ہے

وہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں شاید کوئی مثال دکھائی نہ دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے ایک عاشق صحابی (حضرت سعد بن ربیعؓ) جب ایک عرصے تک آپ کو دکھائی نہیں دیئے اور آپ ان کے دل کی کیفیت سے باخبر تھے تو آپ نے کسی سے کہا کہ تلاش کرو اور دیکھو کہ وہ کہاں ہے۔ اس نے آوازیں دیں۔ اس نے تلاش کیا لیکن کوئی جواب نہیں پایا۔ آخر جب اس نے یہ آواز دی کہ خدا کا رسولؐ تجھے بلا رہا ہے تو زخمیوں اور لاشوں کے ڈھیر کے نیچے سے ایک کراہتی ہوئی آواز اٹھی۔ میں حاضر ہوں۔ میں یہاں ہوں۔ وہ جو پہلے اتنی طاقت نہیں رکھتا تھا کہ جواب دے سکتا۔ جب اس کے کان میں یہ آواز پڑی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تجھے تلاش کر رہے ہیں اور ان کے کہنے پر میں آیا ہوں تو خدا جانے کہاں سے اس نے وہ طاقت اکٹھی کر لی اور لبیک لبیک کی آواز اٹھی۔ تب اس نے یہ وصیت کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آخری سانس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے قدموں میں لوں۔ مجھے وہاں تک پہنچا دو۔ پس اس حالت میں اس نے جان دی کہ اس کا سر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے مقدس قدموں میں پڑا ہوا تھا۔

(باقی ...)

درخواست دعا

۱۔ مکرم ... محمد صاحب آف کینیڈا اپنی اہلیہ صاحبہ کی جانب سے ۱۵۲۶/- روپے اعانت بدر میں ارسال کرتے ہوئے اہل و عیال کی صحت و سلامتی دینی دنیاوی ترقیات، درازی عمر مشکلات کے ازالہ کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

۲۔ شیخ محمد الدین صاحب مہوبہ نے ۱۰/- روپے اعانت بدر ارسال کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ میری بیٹی روشن آرا کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ زچہ بچہ کی صحت و سلامتی کیلئے نیز بڑی بیٹی کے ہاں بھی زچگی ہونیوالی ہے۔ تمام مراحل با آسانی حل ہونے کیلئے احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (مینیجر بدر)

پس قرآن کریم جن راہوں کو انعام پانے والوں کی راہیں قرار دیتا ہے۔ یہ کوئی افسانوی راہیں نہیں ہیں۔ یہ تاریخی حقیقتوں سے تعلق رکھنے والی راہیں ہیں۔ ان راہوں پر خدا کے پاک بندے چلے ہیں۔ اور ان کے ذکر سے قرآن کریم معمور ہے۔ پس جب ہم یہ دعا مانگتے ہیں تو ذہن میں ایسے وجودوں اور ایسی قربانی کرنے والوں کے تصورات بھی زندہ ہونے چاہئیں۔ یہ قربانی کرنے والوں کے تصورات ہیں جو ہماری دعاؤں کو زندہ کریں گے ورنہ خالی دعائیں خالی رہیں گی۔ ذکر کے ساتھ فکر میں جان پڑتی ہے۔ پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کے ساتھ ان تمام پاک بندوں کا ذکر ہمارے ذہن میں گردش کرنا چاہیئے۔ ہمارے قلوب میں اس ذکر کے ساتھ ایک تازگی پیدا ہونی چاہیئے۔ ایک جان پڑنی چاہیئے۔ ہلچل برپا ہونی چاہیئے اور ان تصورات کے ساتھ اپنی دعاؤں کو باندھ کر ہم خدا کے حضور پیش کریں گے تو یہ دعائیں قبولیت کا مقام حاصل کریں گی اور بعض ایسی کیفیات ان میں شامل ہو جائیں گی جن کو خدا کبھی رد نہیں کر سکتا۔ اس کی رحمت سے بعید ہے کہ ان کیفیات والی دعاؤں کو وہ رد فرمائے۔

یہ مضمون تو بہت وسیع ہے اور اگرچہ میں نے چند آیات پر بناء کرتے ہوئے اس مضمون کو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا سے باندھ کر نمونۃً آپ کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن ابھی چند منٹ ہی گزرے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں وقت بہت آگے گزر چکا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ اب آئندہ خطبے میں بعض ایسی دعائیں آپ کے سامنے رکھوں گا جو ان راہوں پر چلنے والوں نے مانگیں اور مشکل کے وقت میں مانگیں یا خاص کیفیات کے ساتھ مانگیں اور

وہ چونکہ جمعۃ الوداع ہوگا

اس لئے اس وقت ان دعاؤں کا اس جمعہ کے ساتھ ایک خاص گہرا تعلق ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جمعہ میں بھی یہی مضمون جاری رہے گا کہ جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں انعام پانے والے لوگوں کی راہ پر چلا تو خدا سے کیا مانگتے ہیں اور یہ مانگتے ہوئے ہمیں کس کیفیت سے مانگنا چاہیئے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے کمزوروں کو بھی اور ہمارے طاقتوروں کو بھی، ہم میں سے ہر ایک شخص کو اس مقام سے آگے بڑھا دے جس مقام پر وہ اس رمضان سے پہلے تھا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

ایک مشورہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کو دنیا کے مختلف ممالک میں جانے کا موقعہ ملا ہے جہاں پاکستانی احباب سے اور پھر اپنے عزیزوں سے بھی ملاقات کا موقعہ ملتا ہے۔ پاکستان سے جو لوگ خاص طور پر نوجوان باہر کے ممالک میں روزی کی خاطر جاتے ہیں۔ وہ وہاں جا کر مختلف قسم کی مزدوری اور محنت کر کے روزی کماتے ہیں اور پھر خود بھی کھاتے ہیں اور اپنے والدین بہن بھائیوں اور عزیز و اقرباء کی بھی خدمت کرتے ہیں۔ مگر جس قدر وہ محنت سے وہاں پیسے کماتے ہیں اور جس قدر کفایت شعاری سے رہ کر پیسے بچاتے ہیں یہ ہم بھی جانتے ہیں مگر ایک مشورہ ان احباب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی وہ کام ملتا ہے ضرور کریں پیسہ کی ضرورت ہے مگر کوئی نہ کوئی ہنر سیکھنے کی کوشش لازمی کریں اس سے نہ صرف ان کی روزی میں اضافہ ہوگا اور زائد رقم کما سکیں گے بلکہ جب وہ اپنے وطن واپس آئیں گے تو یہاں بھی ان کے وقار میں اضافہ کا موجب ہوگا اور پھر وہاں کا تجربہ اور ہنر کی قابلیت کا ہنر ان کے لئے مفید ہوگی اور اس معاشرہ میں وہ منفرد مقام حاصل کرنے والے ہو سکیں گے۔

تقریب تقسیم یادگاری جشن شیلڈز

مکرم عبدالمالک صاحب نمائندہ الفضل لاہور تحریر فرماتے ہیں کہ:-

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۹۰ء بعد نماز مغرب بروز پیر دارالذکر لاہور میں تقسیم انعامات کی ایک تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت مکرم رحمت اللہ خانصاحب مربی سلسلہ مقیم دہلی گیٹ نے کی۔ نظم مکرم منیر احمد صاحب جاوید نے پڑھی۔ اس کے بعد محترم چوہدری حمید نصر اللہ خانصاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے مندرجہ ذیل عہدیداران کو بڑی شیلڈز دیں جن کی مجموعی تعداد ۹۲ ہے اور شیلڈز کا سائز ۸½ x ۶ تھا۔ (۱) اراکین مجلس عاملہ جماعت احمدیہ لاہور (۲) صدر صاحبان حلقہ جات شہر لاہور۔ (۳) اسیران راہ مولیٰ۔ (۴) مربیان سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم لاہور شہر و ضلع (۵) چند متفرق احباب (۶) ناظم صاحب ضلع انصار اللہ (۷) صدر صاحبہ لجنہ لاہور (۸) قائد صاحب ضلع خدام الاحمدیہ۔

مندرجہ ذیل احباب کو چھوٹی شیلڈز دی گئیں۔ جن کی تعداد ۱۷۳ ہے۔ اور اس کا سائز ۵¾ x ۴½ تھا۔

(۱) مجلس عاملہ امیر صاحب ضلع (۲) صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ضلع لاہور (۳) مجلس عاملہ انصار اللہ ضلع۔ (۴) مجلس خدام الاحمدیہ ضلع (۵) زعماء و اعتماد انصار اللہ شہر لاہور۔ (۶) قائدین خدام الاحمدیہ شہر لاہور۔ (۷) ڈاکٹر صاحبان (۸) ڈاکٹر صاحبان (۹) فوٹو گرافر کا کام کرنے والے احباب۔ (۱۰) عملہ دفتر جماعت احمدیہ لاہور (۱۱) جشن تشکر کی کمیٹیوں کے اراکین۔ (۱۲) لجنہ اماء اللہ کی عہدیداران (۱۳) متفرق احباب۔

مندرجہ بالا تمام احباب ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو عہدیدار تھے۔ بڑی اور چھوٹی شیلڈز خوبصورت جرمن سلور پر تھیں۔ جس کے اندر جماعت احمدیہ لاہور کا مونوگرام تھا۔ اور اس پر یہ تحریر بھی تھی

PRESENTED BY
HAMEEDNASRULLAH
KHAN. AMIR JAMAT
AHMADIYYA LAHORE
PAKISTAN.

اسیران راہ مولیٰ کی شیلڈ پر لفظ PERSECUTED بھی لکھا ہوا تھا اور گذشتہ سالوں میں قیدی/شہداء اور اذیتیں اٹھانے والوں کو دی گئی۔

آخر میں جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے مکرم امیر صاحب لاہور شہر و ضلع مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خانصاحب کو محترم چوہدری فتح محمد صاحب نائب امیر لاہور نے یادگاری سلور پلیٹ پیش کی جس پر جماعت احمدیہ لاہور کا مونوگرام تھا اور بیچ درج ذیل عبارت لکھی ہوئی تھی اور اس کا سائز ۱۲ انچ قطر کا تھا۔

PRESENTED - BY
JAMAT AHMADIYYA
LAHORE TO, MR. CH. HA-
-MEEDNASRULLAH
KHAN AMIR JAMAT
AHMADIYYA LAHORE.

یہ پروگرام تقریباً دو گھنٹے جاری رہا۔ تقریب کے بعد تمام حاضرین کی پُر تکلف کھانے سے تواضع کی گئی۔ اور آخر پر دعا کے ساتھ یہ مبارک تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ (عبدالمالک نمائندہ الفضل لاہور)

اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے اور ہر ایک کو ان راہوں پر چلائے جس سے مولا کریم راضی ہو۔

مرسلہ: عبدالمالک دارالذکر لاہور

درخواست دعا

مکرم بی کے عمر صاحب سرگودھا کی والدہ محترمہ جنہیں پہلی مرتبہ ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے منہ پر لقوہ ہو چکا تھا۔ اب دوبارہ اچانک پھر ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ موصوفہ کی کامل اور عاجل شفا پانے کیلئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار۔ رفیق احمد طارق مبلغ سلسلہ سرگودھا

گلدستہ درویشان کے

وہ پھول جو مرجھا گئے

از مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل درویش قادیان

مکرم قمرالدین صاحب دہلوی مرحوم

یہ لمحہ لمحہ حسین دھوپ کے اترنے کا عجیب سلسلہ ہے عمر کے گذرنے کا فروری ۱۹۴۸ء کی سہانی صبح تھی جمعہ کا روز تھا۔ میں اپنے ہانڈی وال دونوں ساتھیوں کے ساتھ ناشتہ کی تیاری میں لگا ہوا تھا۔ کہ مکرم امیرالدین صاحب۔ درویش بڑے خوشی کے موڈ میں اس بالاخانہ پر آئے جو مسجد مبارک کے بڑے آہنی گیٹ کے سامنے تھا۔ اور اس میں ان دنوں خاکسار۔ مکرم مرزا منور احمد صاحب۔ مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب نیاز رہائش پذیر تھے۔ امیرالدین صاحب نے آتے ہی مجھے کہا کہ ذرا جلدی سے میرے ساتھ چلیں میں آپ کو ایک ماجرا دکھانا چاہتا ہوں۔ میں کشاں کشاں ان کے ہمراہ ہو لیا۔ اور ہم دونوں چلتے ہوئے اس مکان میں پہنچے جس میں آجکل مکرم فتح محمد صاحب نانبائی کی رہائش ہے۔ اب تک قادیان میں مکمل طور پر تجرد کا ماحول تھا۔ اور دو دو چار چار درویش باہم مل کر مکانوں میں رہائش پذیر تھے۔ اس مکان میں ایک کمرہ میں اہل خانہ کا سامان بند تھا۔ اور ایک کمرہ میں دو درویش رہائش پذیر تھے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ یہ دونوں درویش چائے کی پتی کو ابال کر اس کا پانی گرا کر پتی میں شکر ملا کر کھا رہے ہیں۔ بظاہر یہ ایک لطیفہ تھا۔ دراصل صورت حال اس طرح واقعہ ہوئی تھی۔ کہ مکرم امیرالدین صاحب نے آسام سے قادیان آتے ہوئے دارجلنگ کی اعلیٰ درجہ کی چائے کی دو پیٹیاں قادیان کے لئے ریلوے سے بک کروائی تھیں۔ ان کا خیال تھا۔ کہ وہاں دوست احباب کو تحفۃً تقسیم کردیں گے۔ ان کی قادیان آمد تک پارسل یہاں ابھی نہیں پہنچا تھا۔ بعد ازاں ریلوے کی آمد و رفت بند ہو گئی اور یہ پارسل رستہ میں کسی جگہ پڑا رہا۔ ۱۹۴۸ء کے شروع میں جب ریلوے سروس بحال ہوئی تو ان کا رکا ہوا پارسل بھی آگیا۔ امیرالدین صاحب نے یہ چائے دوست احباب میں جو درویش ہی تھے تقسیم کردی چونکہ امیرالدین صاحب کی رہائش ساتھ والے مکان میں تھی۔ پڑوسی کا حق ادا کرتے ہوئے ایک کلو پتی ان دونوں کو بھی دے دی۔ یہ دونوں بھائی مکرم قمرالدین صاحب دہلوی اور مکرم سلیمان صاحب دہلوی تھے۔ دونوں درویش آپس میں عم زاد برادر تھے اور ۱۹۴۷ء کے جلسہ سالانہ پر گھر میں اطلاع دیئے بغیر قادیان چلے آئے تھے۔ ان کا گاؤں سرس پور ضلع گوڑگاؤں میں تھا۔ اور وقوعہ کے لحاظ سے دہلی کے نواح میں واقعہ تھا۔ اس مقام پر آجکل دہلی کی نئی سبزی منڈی آزاد نگر آباد ہو چکی ہے۔ اور سرس پور کا گاؤں کل آبادی زمین سمیت دہلی کارپوریشن ایریا میں آچکا ہے۔

ان ایام میں جب یہ دونوں نوجوان اس گاؤں کو خیرباد کہہ کر دارالامان کو نکل کھڑے ہوئے تھے یہ ایک گاؤں تھا۔ دیہاتی طرز زندگی۔ اور سادہ ماحول تھا۔ کسان اور کسانوں کے بچے دودھ لسی۔ رس پینے والے تھے ساگ پات سبزیاں ان کی خوراک تھی۔ چائے اور رس کے تکلفات سے ناواقف تھے۔ چائے کی پتی تحفہ میں پا کر انہوں نے یہی قیاس کیا کہ یہ سوکھی میتھی کی طرح پکا کر کھانے والی کوئی سوغات ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنی پسند کے مطابق اس کو پکا کر کھایا مکرم محمد سلیمان صاحب دہلوی نوجوان تھے اور مکرم قمرالدین صاحب بالکل نو عمر تھے۔ ان کا سن بمشکل ۱۸ سال ہوگا۔

۱۹۴۴ء میں دہلی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ہوا۔ اس موقعہ پر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اپنی منشاء کے تحت دہلی کے شہریوں کو گواہ ٹھہرا کر اعلان فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مصلح موعود و موسومہ سبز اشتہار کے مصداق آپ ہی ہیں۔ اس جلسہ میں شریک ہونے کی غرض سے سرس پور سے بھی کچھ لوگ آئے ہوئے تھے۔ قمرالدین صاحب کے بڑے بھائی امام دین صاحب نے بیعت کی ہوئی تھی۔ اور آپ کی تحریک پر ہی سرس پور کے باقی افراد جلسہ میں دہلی آئے تھے۔ اس جلسہ کے بعد۔ سرس پور سے مکرم محمد سلیمان صاحب کے والد مکرم رسول بخش صاحب اور بعض اور افراد نے بیعت کی۔ اور اسی جلسہ کی وجہ سے محمد سلیمان صاحب اور قمرالدین صاحب کے دل میں وہ چنگاری سلگ اٹھی۔ جو شعلہ زن ہو کر ان دونوں کو اول قادیان اور پھر درویشان قادیان میں شامل کرنے کا باعث بنی مکرم قمرالدین صاحب مرحوم کے والد صاحب چار بھائی تھے۔ اور راجپوت برادری میں سے تھے۔

۱۔ رسول بخش صاحب۔ والد مکرم محمد سلیمان صاحب درویش
۲۔ گھیسا صاحب۔ احمدی نہیں ہوئے
۳۔ منگت
۴۔ سانولیا (محمد عمر صاحب) والد مکرم قمرالدین صاحب۔ قمرالدین صاحب مرحوم بھی۔ پانچ بھائی تھے

۱۔ امام دین صاحب۔ احمدیت قبول کی اور ۱۹۴۷ء سے قبل وفات پا گئے۔
۲۔ سراج الدین صاحب ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے کراچی چلے گئے۔
۳۔ قمرالدین۔ ابتدائی درویشان میں سے تھے۔
۴۔ مہر دین۔ آجکل حیدرآباد میں مقیم ہیں۔
۵۔ عمرالدین صاحب۔ آجکل قادیان میں ہیں چائے کی دوکان ہے۔

۱۹۴۸ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر ہندوستان سے پچاس افراد پر مشتمل ایک قافلہ بذریعہ ریل قادیان آیا تھا۔ اس قافلہ کے امیر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی تھے اس قافلہ میں مکرم قمرالدین صاحب دہلوی کے والد مکرم محمد عمر صاحب مرحوم بھی آئے تھے۔

مکرم محمد عمر صاحب کا گاؤں میں مشہور و معروف نام سانولیا تھا۔ مکرم قمرالدین صاحب نے جب درویشی کی ابتداء میں اپنا نام لکھوایا تو اپنے خیال کے مطابق انہوں نے اپنی ولدیت کے خانہ میں اپنے والد صاحب کا اسلامی نام محمد ابراہیم لکھوا دیا تھا۔ ۱۹۴۸ء کے جلسہ سالانہ کے لئے جب مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے گورنمنٹ سے قافلہ کی منظوری کی خاطر جو فہرست تیار کی اس میں قمرالدین صاحب کے والد صاحب کا اسلامی نام محمد عمر تجویز کر کے فہرست میں لکھ دیا تھا۔ اور اسی کے مطابق سرکار سے منظوری ملی تھی۔ جب قافلہ قادیان پہنچا۔ تو مکرم قمرالدین صاحب بھی اپنے والد صاحب کو لینے آئے۔ ان کے والد صاحب کا نام محمد ابراہیم فہرست میں نہیں تھا۔ پھر انہوں نے کہا سانولیا نام دیکھیں۔ یہ نام بھی فہرست میں نہیں تھا۔ قمرالدین صاحب واپس چلے گئے۔ مگر محمد عمر نامی مہمان ابھی تک انتظار میں تھے۔ ان سے پوچھا گیا تو معلوم ہوا۔ کہ آپ قمرالدین صاحب کے والد اور محمد سلیمان صاحب کے چچا ہیں۔ تب ان دونوں کو بلا کر اپنے بزرگوار کو ساتھ لے جانے کے لئے کہا گیا۔

سرس پور میں تقسیم ملک کے بعد محمد عمر صاحب کی حالت بہت ناگفتہ بہ تھی۔ بڑے بھائی رسول بخش صاحب وفات پا چکے تھے ان کی اولاد پاکستان ہجرت کر گئی تھی۔ اور دو باقی بھیا اور منگت خود اور ان کی اولادیں۔ شدھ ہو گئی تھیں۔ ان حالات میں مکرم محمد عمر صاحب نے درخواست کی کہ انہیں مع اپنی اہلیہ اور دو لڑکوں کے قادیان ہجرت کر کے آجانے کی اجازت

دی جائے۔ وہ اس ماحول سے نکلنا چاہتے ہیں۔ ان کی درخواست منظور ہوئی اور ۲۳ر ستمبر ۱۹۴۷ء کو سرسپور سے ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ اس طرح قمر الدین صاحب کی والدہ محترمہ حسین بی بی صاحبہ مرحومہ وہ پہلی خاتون ہیں۔ جن کو زمانہ درویشی میں قادیان آکر آباد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ قمر الدین صاحب کے والد محترم مکرم محمد عمر صاحب نے ۱۶ر اگست ۱۹۵۷ء میں قادیان میں وفات پائی۔ اور والدہ محترمہ حسین بی بی صاحبہ نے ۱۹۶۱ء کو جبکہ وہ قادیان سے اپنے بیٹے مکرم مہر دین صاحب کے ہمراہ علاج اور تبدیل آب ہوا کی خاطر حیدر آباد گئی ہوئی تھیں۔ وفات پائی۔

مکرم قمر الدین صاحب خاموش طبع کم گو نہایت سادہ زندگی بسر کرنے والے نہایت فرمانبردار۔ قربانی کا جذبہ رکھنے والے درویش تھے۔ ۱۹۵۰-۵۱ء میں۔ درویشوں کی شادیاں ہو جانے۔ اور متاہل درویشان کے اہل و عیال پاکستان سے قادیان آجانے کی وجہ سے جب صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ پر غیر معمولی اخراجات کا بوجھ پڑا تو صدر انجمن احمدیہ نے حضور انور کی اجازت سے درویشان میں یہ تحریک کی کہ جو درویش خود اپنی روزی کما سکتے ہوں وہ ہمت کر کے کوئی کام کریں۔ اس طرح خزانہ سے اخراجات کا بوجھ کم ہوگا۔ اور ایسے افراد ثواب کے بھی مستحق ہوں گے مکرم قمر الدین صاحب فارغ ہو کر پہلے قادیان میں کاشتکاری۔ گھروں میں سفیدی و رنگ و روغن کرنا۔ وغیرہ کام کرتے رہے۔ پھر اجازت لیکر ۱۹۵۸ء میں دہلی چلے گئے اور وہاں مکرم رحمت اللہ خان صاحب کے کارخانہ میں ماربل چپس کی مصنوعات جیسے سنک۔ بیسن۔ گملے و بنچ۔ بنانے کا کام سیکھا اور ۱۹۶۰ء میں قادیان آکر یہ کام شروع کیا۔ مگر اس چھوٹے شہر میں [illegible] کم ہونے کی وجہ سے کامیابی نہ ہو سکی۔ ان کے چھوٹے بھائی مکرم مہر دین صاحب جن کی شادی حیدر آباد میں ہو چکی تھی۔ یہ تجویز کیا کہ ہم حیدر آباد میں جاکر قسمت آزمائی کر دیکھیں۔ ہو سکتا ہے وہاں کامیابی ہو جائے۔ دونوں بھائی اس ارادہ کے ساتھ۔ ہر چہ بادا باد کہتے ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں حیدر آباد روانہ ہو گئے۔ اور وہاں چار پانچ سال تک ان تھک محنت کرنے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی سے نوازا۔ اور اچھے پیمانہ پر کاروبار چل نکلا۔ اور مکرم مہر دین صاحب اب تک وہاں اس کام کو نہایت عمدگی سے چلا رہے ہیں۔

مکرم قمر الدین صاحب کو قادیان سے مسلسل باہر رہنا پسند نہیں آیا۔ اور آپ ۱۹۶۷ء کے قریب پھر قادیان چلے آئے اور تادم آخرین یہاں رہے۔

قمر الدین صاحب کی پہلی شادی قادیان میں ایک مرحوم درویش کی بیٹی سے ہوئی۔ مگر یہ نباہ نہ ہونے کی وجہ سے قائم نہ رہ سکی دوسری شادی حیدر آباد کے قیام کے دوران ہوئی تھی۔ یہ بیوی بھی ان کے ساتھ قادیان آکر آباد ہونے پر رضامند نہ ہو سکیں۔ اور علیحدگی ہو گئی۔ ان میں سے دو بچے ایک لڑکا ایک لڑکی ہیں جو حیدر آباد میں والدہ کے پاس ہیں۔ تیسری شادی حیدر آباد سے قادیان آنے کے چند سال بعد اڑیسہ میں ہوئی۔ یہ اہلیہ اور دو لڑکے اور ایک لڑکی قادیان میں ان کی یادگار ہیں۔

قمر الدین صاحب خاموش طبع کم گو اور کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے والے نہیں تھے۔ جو کچھ بھی پیش آتا۔ خاموشی سے سہہ جانے والے تھے۔ مالی تنگی کا عارضہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انہیں کھا چکا تھا۔

مورخہ ۱۶/۹ کو گھر کے صحن میں اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر چارپائی بن رہے تھے۔ ابھی تھوڑی سی ہی بن پائے تھے۔ قریب ساڑھے بارہ بجے کا عمل ہوگا کہ ان کے گھر سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ان کے پڑوسی خواجہ عبد الستار صاحب و خواجہ عبد اللہ صاحب وہاں پہنچے میں بھی اطلاع ملتے ہی فوراً وہاں پہنچا دیکھا کہ بیوی بچے رو رہے ہیں۔ اور قمر الدین صاحب چارپائی کے ایک پائے پر سر رکھے زمین پر بیٹھے ہیں میں نے جاتے ہی نبض دیکھی نبض ندارد پھر بغل میں دیکھی تو نبض تھی۔ میں نے کہا جلدی سے ان کو اٹھا کر چارپائی پر ڈالا جائے۔ دوسری چارپائی پر ان کو لٹایا گیا۔ منہ میں پانی ڈالا گیا۔ میں نے ایک خادم کو بھگایا کہ فوراً ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کو بلائیں۔ ڈاکٹر صاحب سنتے ہی فوراً پہنچ گئے۔ اور آتے ہی حالت دیکھ کر کہا کہ یہ بھائی تو اب تیار ہے تاہم ایمرجنسی بیگ سے چھ سات انجکشن لمحہ لمحہ بعد لگائے۔ جس سے نبض کی حالت قدرے بہتر ہو گئی۔ اتنی دیر میں مکرم صدر صاحب عمومی محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب بھی وہاں پہنچ گئے تھے آپ نے محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان کی ہدایت کے مطابق ان کی دیکھ بھال اور علاج کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پہلے ان کو بذریعہ کار سول ہسپتال قادیان لے جایا گیا۔ سول ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ انہیں فوراً بٹالہ سول ہسپتال لے جانا مناسب ہے۔ لہذا فوری طور پر بٹالہ لے جایا گیا وہاں انہیں داخل کر کے ڈرپ چڑھانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ کہ ہمارے اس بھائی نے عہد وفا کو پورا کرتے ہوئے۔ امانت امانت دار کے حوالے کر دی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

خیابانِ احمد میں تین خوشگفتہ پھول یادگار چھوڑ کر پورے اطمینان کے ساتھ اپنے مولا کی رضاء کی جنتوں میں جا بسا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ آپ پر رہے اور ان کے بچوں کا مستقبل اللہ تعالیٰ روشن اور تابناک بنائے اور وہ بھی احمدیت کے شیدائی اور جانثار ہوں۔ آمین

عزیز تر ہے مرے خوں کو آبروئے رسولؐ

(نعتیہ نظم)

جفا و جور کو حد سے گزار دو گے اگر
گلِ وفا کے عوض نوکِ خار دو گے اگر
یہ فرض سر سے تم اپنے اتار دو گے اگر
بتاؤ تم مجھے کافر قرار دو گے اگر
تو چھین لو گے میرے دل سے آرزوئے رسولؐ

نوید عرشِ معلّٰی کے نرم جھونکوں سے
فضائے عالم بالا کے نرم جھونکوں سے
ہوائے کوئے مدینہ کے نرم جھونکوں سے
نسیم وادیٔ بطحا کے نرم جھونکوں سے
کھو گئے بن کے نہ آئیں وہ مشکبوئے رسولؐ

شجر وفا کا برومند گو رہے نہ رہے
یہ دل جفاؤں پہ خورسند گو رہے نہ رہے
یہ زیست میرے لئے قند گو رہے نہ رہے
یہ جسم و جان کا پیوند گو رہے نہ رہے
رہے گی جسم میں میرے یہ جستجوئے رسولؐ

زمانہ ہو گیا واقف تمہاری شورش سے
تمہاری نیش زنی سے تمہاری سازش سے
مجھے مٹا نہ سکو گے تم اپنی کاوش سے
تمہیں خبر ہے کہ میری رگوں میں گردش سے
عزیز تر ہے مرے خوں کو آبروئے رسولؐ

غیور صاحب ایماں جہاں میں چھیل گئے
جو نیک دل تھے مسلمان جہاں میں پھیل گئے
جو دینِ حق کے ثنا خواں جہاں میں پھیل گئے
جو لے کے ہاتھ میں قرآں جہاں میں پھیل گئے
انہیں کو آپ نے فرما دیا عدوئے رسولؐ

یہ میرا دل نہیں الفت کا اک خزینہ ہے
یہ بام معرفتِ حق کا ایک زینہ ہے
یہ بہر خاتم انسانیت نگینہ ہے
یہ قلبِ صافی مومن بھی ایک مینا ہے
بھری ہے جس میں مئے الفت سبوئے رسولؐ

سلیم شاہجہانپوری از کیلیفورنیا (امریکہ)

درخواست دعا

سادات کے تمام بچوں کے امتحان چل رہے ہیں امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے اور مخالفت کی وجہ سے حالات اکثر خراب رہتے ہیں حالات کی بہتری کیلئے بھی تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ (غلام محی الدین وانی ترکپورہ کشمیر)

"احمدیوں کو مارنے کی بجائے ایک مرے ہوئے کو زندہ کر کے دکھا دو اور میں جماعت احمدیہ کی طرف سے چیلنج دیتا ہوں تمہیں۔ اس بات پر جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تم نے زندہ آتار دیا تو خدا کی قسم میں اور میری ساری جماعت سب سے پہلے بیعت کرے گی ....

حقیقت حال سے تمہارا کوئی بھی تعلق باقی نہیں رہا۔ حسرت ہے تم پہ اور ہم ان حسرتوں کے ساتھ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

میں اس خدا کی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان اور تمام احمدیوں کی جان ہے کہ اگر واقعتاً عیسیٰ زندہ ہے۔ اور ہم جھوٹے ہیں تو ہم سب کو ہلاک کر دے اور نیست و نابود کر دے مگر خدا کی قسم عیسیٰ مر چکا ہے اور اسلام زندہ ہے۔ آج اسلام کی زندگی تم سے ایک فدیہ چاہتی ہے وہ کیا ہے۔

عیسیٰ کی موت

اس لئے عیسیٰ کو مرنے دو اسی میں اسلام کی زندگی ہے۔"

(تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بر موقعہ جلسہ سالانہ لندن ۱۹۸۵ء)

چھ سال گذر رہے ہیں لیکن کسی جماعت اسلامی، دیوبندی یا ندوی نہ نام نہاد تحفظ ختم نبوت کے علماء میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ حیات مسیح پر بالمقابل ہو کر بعد ازاں قسم کھائے سے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے (درثمین)

یہ تو اس حلفیہ بیان کا منفی نتیجہ نکلا ہے اور مثبت نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس حلف کے بعد جماعت احمدیہ غیر معمولی اور ایمان افروز برکتوں کے ساتھ ہر پہلو سے آگے ہی آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو سمجھ عطا فرمائے اور وہ حقیقت کو سمجھیں اور احمدیوں کو گالیاں دینے کی بجائے پیشگوئیوں کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر عیسائیت کی یلغار سے بچ جائیں سے

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے (درثمین)

ایک اور توہین

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے۔ جن میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کا مرتکب ہوا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی۔ لیکن ایک فرقے کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے صحابہ نے پوچھا یہ ناجی فرقہ کونسا ہے تو حضورؐ نے فرمایا وہ فرقہ جو میرے اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا۔ (ترمذی کتاب الایمان)

اس حدیث نبوی کی روشنی میں پاکستانی حکمرانوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور توہین کر ڈالی کہ حضور انور نے تہتر فرقوں میں سے صرف ایک کو ناجی اور ۷۲ کو جہنمی قرار دیا ہے انہوں نے ۱۹۷۴ء میں ایک کو یعنی امام مہدی کی جماعت کو غیر مسلم قرار دے کر مسٹر بھٹو کی حکومت میں اسے قانون کا حصہ بنا دیا اور ۷۲ فرقوں والے مسلمانوں کو مسلمان قرار دے دیا۔ گویا حدیث کے مفہوم کو بالکل الٹ کر کے رکھ دیا۔

جبکہ ان بہتر فرقوں میں سے کوئی ایک فرقہ بھی ایسا نہیں ہے جو اپنے فرقہ کی صداقت قرآن کریم کی کسی آیت کریمہ سے پیش کر سکے۔ اور اس کے مقابل پر جماعت احمدیہ ڈنکے کی چوٹ سے آیت استخلاف سے اپنی صداقت کو پیش کر رہی ہے مگر ان بہتر فرقوں کے علماء کو یہ جرأت بھی نہیں ہے کہ وہ آیت استخلاف کا مصداق ہونے کا دعویٰ بھی پیش کر سکیں۔ دلائل دینا تو دور کنار

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی سنت یہ تھی کہ ایک ہاتھ پہ جمع رہتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کا وصال ہوا تو سب نے مل کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہی طریق جماعت احمدیہ میں پایا جاتا ہے۔ لیکن بہتر فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ میں بھی یہ سنت رائج نہیں۔

تیسری توہین

ڈکٹیٹر پاکستان ضیاء الحق نے کہ اپنے خود ساختہ علماء اور مشائخ کے فتووں کے مطابق کلمہ طیبہ کی توہین کی کلمہ مٹایا۔ کلمہ طیبہ کو پاؤں کے نیچے مسلنے کے احکام جاری کئے۔ اور اسی طریق اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے قوانین بنائے جناب نواز شریف وزیر اعظم پاکستان بڑے سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہیں ان کا فرض ہے کہ اپنے ان بدقسمت علماء اور مشائخ سے سوال کریں کہ اے بھلے مانسو کیا تمہیں یہ مشہور عام مقولہ بھی بھول گیا ہے کہ اُنْظُرْ اِلٰی مَا قِیْلَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ کہ جو کہا گیا ہے اس کی طرف دیکھو کس نے کہا ہے اس کی طرف نہ دیکھو۔ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو وہی ہے جسے پڑھ کر تم مسلمان کہلاتے ہو جب تم جانتے ہو کہ یہی کلمہ احمدی بھی لکھتے پڑھتے ہیں تو اس کی توہین کرنے کے فتوے تم کس بنا پر دے کر پاکستان کے حکمرانوں کو قربانی کے بکرے بنا رہے ہو۔ مسٹر بھٹو قربانی کا بکرا بنا ضیاء الحق اپنے بڑے جرنیلوں کے ساتھ قربانی کے بکرے بنے۔ اب موجودہ حکمران بہت جلد قربانی کے بکرے بننے والے ہیں۔ آخر یہ توہین خدا رسول کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔ مباہلہ کے مقابل پر ضیاء الحق کی ہلاکت ہوئی۔ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام علماء اسلم قریشی کے زندہ ثابت ہونے کے نتیجہ میں ہمیشہ کے لئے جھوٹے ثابت ہو کر آیت مباہلہ لعنت اللہ علی الکاذبین کے مصداق ثابت ہو گئے۔ اس سے بڑھ کر تمہیں احمدیت کی صداقت کے اور کونسے ثبوت درکار ہیں

شریعت بل

مندرجہ بالا حدیث نبوی میں تو بتلایا گیا تھا کہ بہتر جہنمی فرقوں کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ناجی فرقہ یعنی امام مہدی کی جماعت کے ساتھ مل جائیں۔ لیکن پاکستانی حکمرانوں نے حدیث نبوی سے بغاوت کرتے ہوئے اس ایک کو تو غیر مسلم قرار دے دیا اور باقی بہتر جہنمی فرقوں پہ شریعت بل کا لیبل لگا کر ان سب کو گوشت کاٹ کر ایک بنانا چاہتے ہیں۔ اس پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان بہتر فرقوں، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، اہل حدیث، ندوی، جماعت اسلامی، وغیرہ وغیرہ کے بڑے بڑے علماء نے تو ایک دوسرے پر بڑے سخت کفر کے فتوے لگا کر ان سب کو کافر بنا رکھا ہے۔ فتوے بھی ایسے دے رکھے ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ان کے نکاح ٹوٹ گئے اولادیں ناجائز ہوگئیں وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا آپ ایک شریعت بل کے ذریعہ اگر ان بہتر فرقوں کو مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو پہلے ان کے ان بڑے بڑے بزرگان کو کافر بنانے والے فتوے واپس کریں جنہوں نے یہ بھیانک فتوے دے رکھے ہیں۔ پھر ان تمام جہنمی فرقوں کے مسلمان بنانے کا شریعت بل پاس ہو۔ اس کے باوجود یہ بہتر فرقے پاکستانی حکمرانوں کے نزدیک مسلمان ہونگے لیکن حدیث نبوی کے مطابق یہ بہتر فرقے جہنم کے جہنمی ہی رہیں گے۔ لہٰذا پاکستانی شریعت بل کے ذریعہ پاکستانی حکمران تو [illegible] پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر رہے ہیں کہ جن بہتر فرقوں کو حدیث نبوی جہنمی قرار دے رہی ہے اس کو شریعت بل کے ذریعہ پکے مسلمان بنا رہے ہیں اور جس ایک جماعت کو حدیث نبوی میں ناجی قرار دیا گیا ہے اس کو پہلے ہی غیر مسلم قرار دے رکھا ہے۔ کیا یہ حدیث نبوی سے بغاوت نہیں ہے؟ یقیناً بغاوت ہے بدترین بغاوت۔ پاکستانی مسلمانوں کے ممدوح علامہ اقبال نے ایسے ہی مسلمانوں کے لئے کہا تھا۔ "تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں" اور اسی کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ "برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر" پس اس شریعت بل کا شریعت اسلامیہ سے تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اسلام سے بغاوت ہے۔ باقی رہ گیا لفظ بل یہ تو [illegible] لفظ ہے۔ نہ معلوم پاکستانی حکمران سیدھے سادھے مسلمانوں کو کس "بل" میں گھسیڑنا چاہتے ہیں۔!!!

جماعت احمدیہ کا تو نام ہی حضرت امام مہدی علیہ السلام نے مقدس نام احمد یعنی رحمۃ للعالمین فخر موجودات کے نام پر رکھا ہے۔ ۷۲ فرقوں میں سے کسی فرقے کو یہ بھی توفیق نہیں ملی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہی اپنے فرقے کا نام رکھ سکیں۔ اور خدا کی قسم احمدیت نام ہی آنحضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اور منفرد اور ارفع و اعلیٰ مقام کے لئے مر مٹنے کا

امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ۔ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پود من بسراید بعشق او ۔ از خود تہی و از غم آں دلبرم پرم

کہ اللہ تعالیٰ کے عشق کے بعد میں محمد رسول اللہ کے عشق میں مخمور ہوں اگر یہ کفر ہے تو سب سے بڑا کافر میں ہوں۔ میرا ہر رگ و ریشہ اسی کے عشق کے گیت گا رہا ہے مجھے اپنی تو کچھ فکر نہیں بلکہ میں اپنے دلبر کے غم سے بھرا ہوا ہوں۔

پس ہم مایوس نہیں ہیں آج عیسائی طاقتیں جس قدر چاہیں سیاسی اور فوج کشی کے اعتبار سے جتنا چاہیں تباہی مچائیں اور ان کے پادری جس قدر چاہیں مظلوم و مقہور مسلمانوں کو عیسائی بنائیں وہ وقت بہت ہی قریب ہے جب کہ کیا عیسائی اور کیا بدراہ مسلمان وفات مسیح کا اقرار کر کے حقیقی اسلام کو پہچان لیں گے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرائے گا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں

پس دجال، یاجوج ماجوج اور عیسائیت ایک ہی فتنہ کے تین نام ہیں اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کاسر صلیب حضرت امام مہدی علیہ السلام نے وفات مسیح کے ایک ہی حربہ سے ۷۲ فرقوں والے مسلمان فرقوں کے علماء اور مشائخ کے قلوب سے لیکر عیسائی ہیکل تک صلیب کو پاش پاش کر کے امت محمدیہ کو اس رنگ میں شاہراہ غلبہ اسلام پر گامزن کر دیا ہے کہ اب کوئی طاقت اس میں روک نہیں بن سکتی۔ فرمایا:۔

"ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالیگا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴)

یہ ہے وہ دائمی پیشگوئی جو ایک سو سال سے پوری ہوتی چلی آ رہی ہے اور اس کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ اور مخالفین کبھی ابن مریم کو آسمان سے اترتے ہوئے نہ دیکھ سکیں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ۔ لدیب یوری مالی وقالی دلیندر ۔ عبدالحق فضل

ولادت

محترم محمد زاہد صاحب سولیجہ امیر جماعت احمدیہ کانپور تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کی بہو عزیزہ امۃ القدوس اہلیہ عزیزم محمد شعیب سلمہ کو مورخہ ۲۰/۴ صبح دس بجے ایک بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا ہے۔ بچے کمزور ابتدائی نرسری میں ہیں۔ زچہ اور بچوں کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں اور آئندہ جمعہ تک اعانت بدر میں ۱۵/- روپے ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نئی روحوں کو نئی برکتوں کا باعث بنادے آمین

(ایڈیٹر)

درخواست دعا

• مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ لندن سے مبلغ دو ہزار روپے مرکزی مساجد کی ویران کے لئے ارسال کرتے ہوئے تحریر کرتی ہیں کہ سخت بیمار ہوں۔ موصوفہ کی کامل و عاجل صحت یابی کے لئے۔ نیز عزیزہ بشریٰ بیگم آف لندن بھی ایک عرصہ سے جسم میں خارش اور بالوں کے گرنے سے پریشان رہتی ہیں احباب جماعت ہر دو کی صحت کاملہ و عاجلہ اور پریشانیوں کے ازالہ زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار ، امیر احمد درویش قادیان

• مکرم سردار احمد صاحب امروہہ یو۔پی سے پریشانیوں کے ازالہ کیلئے اور مقدمات میں کامیابی کے لئے احباب سے درخواست دعا کی تحریک کرتے ہیں

(منیجر بدر قادیان)

• خاکسار کی والدہ جن کو عرصہ دو سال سے لو بلڈ پریشر ہے جس کے باعث ان دنوں بیمار ہیں کامل شفا یابی کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

رفیق احمد طارق مبلغ سلسلہ مرکو

• خاکسار کی طبیعت کافی عرصہ سے خراب چلی آ رہی ہے اور میرے میدے کا آپریشن ہونے والا ہے آپریشن کی کامیابی اور صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے نیز خاکسار کی دو بیٹیاں زاہدہ اور شاہدہ P.U.C کا امتحان دینے والی ہیں امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ (سیدہ بشریٰ اونہ گام کشمیر)

PHONE NO:-
OFF- 6349179
RESI- 6233380.
SUPER INTERNATIONAL
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO-6 TARUN BHARAT CO-OP SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099.

ارشاد نبوی ؐ
اَسْلِمْ تَسْلَمْ
(ترجمہ)
اسلام لاؤ تو ہر خرابی۔ برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جاؤ گے

طالبان دعا:۔
آٹو ٹریڈرز
۱۶-میسنگولین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
MIR ®
CALCUTTA-15
خوش رہیں
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ، ہوائی چپل نیز ربڑ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
جانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز ۵۲۰۶-۵۱۳۷ ۲۸-۲۴-۳۴۴